شادی کی پہلی رات اور شادی کے بعد والی زندگی

شریعت کی روشنی میں

نکاح کے آداب　مباشرت کے آداب　حصولِ اولاد کے لیے عمل

خوش گوار ازدواجی زندگی کے بہترین اصول　عزل، فیملی پلاننگ کے متعلق شرعی رہنمائی وغیرہ

افادات

حضرت مولانا مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی حفظہ اللہ تعالیٰ
خادمِ تفسیر و حدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات
و خادمِ حدیث شریف: جامعہ دار الاحسان بارڈولی، گجرات

ناشر

نورانی مکاتب

شادی کے بعد والی زندگی
شریعت کی روشنی میں

تفصیلات

کتاب کا نام : شادی کے بعد والی زندگی شریعت کی روشنی میں

افادات : مفتی محمود صاحب حافظجی

صفحات : ۱۶۰

سن اشاعت : ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ جولائی ۲۰۲۳ء

ناشر : نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

ملنے کے پتے

نورانی مکاتب 8140902756

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات 9913319190

مدرسہ گلشنِ خدیجۃ الکبریٰ، اون، سورت 9898371086 9714814566

دار المکاتب کاپودرا 9824289750 9712005458

مولانا صدیق احمد ابن مفتی محمود صاحب حافظ جی، مدرسہ فاطمۃ الزہراء، دیسائی نگر، مریم مسجد،
باڑولی، سورت، گجرات 9157174772

مولانا بلال صاحب گورا گودھرا 9726293096

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

دارالحمد اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے بینر تلے مؤرخہ ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۴۲ھ، مطابق ۳۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء بہ روز جمعہ چوڑکر مسجد، سوداگر واڑہ میں یک روزہ ’’نکاح کورس‘‘ منعقد کیا گیا۔جس میں مختلف عناوین:

نکاح کی ضرورت واہمیت!

رشتے کا انتخاب کیسے کریں؟

میاں-بیوی کے آپسی حقوق!

طلاق کیوں اور کیسے؟

شب زفاف کیسے منائیں؟

اِن عنوانات پر محاضرات کے لیے شہر اور اطراف کے مؤقر علمائے کرام تشریف لائے تھے اور خواتین وحضرات کے ایک بڑے مجمع نے رو بہ رو اور آن لائن اس سے بھرپور استفادہ کیا۔

’’شب زفاف کیسے منائیں؟

ایک ایسا نازک موضوع تھا کہ مجمعِ عام میں، مسجد کے ماحول میں اور شریعت کے دائرے میں اس پر کھل کر گفتگو کرنے کے لیے کسی منجھے ہوئے، تجربہ کار، جہاں دیدہ وچشیدہ، صاحبِ دل، لائق فائق عالم کی ضرورت تھی۔اس وجہ سے مشاورتی مجلس میں اِس عنوان کے لیے متفقہ طور پر رفیقِ مکرم مفتی محمود صاحب بارڈولوی سلمہ کا نام لیا گیا۔

پھر کیا تھا؟ وہ تھے، مائک تھا اور سامعین تھے۔ موصوف نے حسبِ توقع موضوع کا حق ادا کر دیا۔ مجمع خوب محظوظ ہوا۔ والحمد لله على ذالك. ماشاء الله، جزاهم الله خيرا. وبارك في علومهم وأعمالهم وأشغالهم.

ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کو مستقل رسالے کی شکل دے کر زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے اس کی افادیت کو مزید بڑھایا جائے، الحمدللہ! ادارے ہی میں یہ کام سرانجام پایا اور اب اسے محاضرِ مکرم کی نظرِ ثانی اور اصلاح و ترمیم کے بعد چھاپا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس کے نفع کو عام و تام فرمائے۔

طاہر سورتی

۹ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ

۱۸/۸/۲۰۲۱ء

اظہارِ حقیقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَأَنْعِمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ، خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَإِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَشَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَأَهْلِ بَیْتِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ، أَمَّا بَعْدُ!

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی لائی ہوئی پاک شریعت کامل و مکمل ہے اور آپ ﷺ کی برکت والی ذات امت کے ہر فرد کے لیے آئیڈیل و نمونہ ہیں؛ چناں چہ آپ ﷺ جہاں ایک امتی کے لیے مختلف جہتوں سے نمونہ ہیں وہیں ازدواجی زندگی کے اعتبار سے بھی آئیڈیل ہیں، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَ اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ. (ابن ماجة:۱۹۷۷)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔

اِس حدیث شریف سے سبق ملتا ہے کہ:

اپنے گھر والوں کے ساتھ ''اچھا'' ہونے اور اچھی زندگی گزارنے کے لیے کسی ناول کو پڑھنے یا کسی فلم کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو دیکھ کر اپنی فیملی لائف گزارنا ہے؛ کیوں کہ اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرنے والے حضرت نبیٔ کریم ﷺ ہیں۔

آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے کامل و مکمل ہونے کا ایک مظہر یہ ہے کہ

ایک ایمان والے کو اپنی گھریلو زندگی کیسے گزارنی ہے اس کے احکام بھی قرآن میں موجود ہیں؛ یہاں تک کہ میاں بیوی کے درمیان جو خصوصی تعلقات ہوتے ہیں اس کے متعلق بھی باریک باریک رہنمائیوں پر مشتمل دسیوں آیتیں قرآنِ پاک میں جگہ جگہ مذکور ہیں۔

آپ ﷺ کی شریعت وسنت کے اسی پہلو کو واضح کرنے اور نوجوانوں کو؛ خاص کر دلہوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے محترم ومکرم حضرت مفتی طاہر صاحب سورتی مدظلہ العالی نے ۳۰؍ اکتوبر ۲۰۲۰ء بہ روز جمعہ سورت شہر کی چوڑگر مسجد میں ایک پروگرام رکھا تھا، جس میں میرے مشفق ومحسن، استاذِ محترم حضرت مفتی محمود صاحب حافظجی دامت برکاتہم العالیہ کو "آدابِ مباشرت" سے متعلق ضروری اور اہم باتیں صاف صاف آسان زبان میں کہنے کے لیے مدعو کیا گیا تھا، الحمدللہ! پروگرام توقع سے زیادہ کامیاب رہا۔

مضمون کی اہمیت کے پیشِ نظر مفتی طاہر صاحب مدظلہ نے اسے رسالے کی شکل دے کر اپنے ادارے: دارالحمد انسٹیٹیوٹ سے طبع کروا کر شائع کیا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رسالہ خوب مقبول ہوا، اب اسی رسالے کا دوسرا ایڈیشن درجِ ذیل اضافوں اور کاموں کے ساتھ منظرِ عام پر لایا جا رہا ہے:

(۱) بیان میں آئی ہوئی آیات واحادیث کے حوالے مکمل کیے گئے ہیں۔

(۲) مباشرت کے تعلق سے بعض مفید باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۳) گھریلو زندگی کا ایک پہلو "مباشرت" ہے تو دوسرا پہلو "معاشرت"؛ یعنی رہن سہن ہے؛ چناں چہ اس دوسرے پہلو پر روشنی ڈالنے کے لیے مستقل "آدابِ

معاشرت'' کے نام سے ایک باب کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۴) آخر میں اولاد حاصل کرنے کے سلسلے میں کچھ ہدایات، نیز شیخ المشائخ حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ کے فتاویٰ ''محمود الفتاویٰ'' سے ''فیملی پلاننگ، عزل، بچہ گرانے'' کے سلسلے میں کچھ منتخب فتاویٰ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں جن جن حضرات کا تعاون رہا، میں ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں؛ خاص طور پر: مفتی جنید صاحب حیات گودھرا-زیدت خدماتہ-(معاون: نورانی مکاتب، راجستھان زون)، برادرِ مکرم مفتی معاذ صاحب بمبوی-زِیْدَ لُطْفُهٗ-(استاذ: جامعہ ڈابھیل)، برادرِ مکرم مفتی اویس صاحب وہورا (استاذِ حدیث (بخاری شریف) جامعہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ میوٹو، افریقہ) اور مفتی احمد ڈابھیلی سلمہ (فاضل: جامعہ ڈابھیل) کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان تمام کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما کر مزید خدماتِ علمیہ ودینیات کے لیے موفق فرمائے، آمین!

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کتاب کو قبول فرمائے، برکت عطا فرمائے، نافع بنائے اور اس کی طباعت واشاعت میں حصہ لینے والے تمام احباب کو دنیا وآخرت کی بھلائیوں سے مالا مال فرمائے، آمین!

بندہ: عمران گودھروی عفی عنہ

جامعہ ڈابھیل

مؤرخہ: ۲۹/رجب ۱۴۴۴ھ

کلماتِ بابرکت

از: مولانا احمد ٹنکاروی (استاذ: فلاح دارین ترکیسر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام ایک جامع ،کامل اور خوب صورت دستورِ حیات ہے، جس کسی بھی میدان میں ہمیں یتیم و تنہا نہیں چھوڑا، ازدواجی زندگی پر حدیث کے ساتھ قرآنِ مجید نے بھی خوب رہنمائی فرمائی ہے؛ لیکن بقول علامہ رومیؒ: کیا کیا جائے روٹی کا ٹوکرا سر پر ہے؛ لیکن مسلمان روٹی کی بھیک مانگتا ہے، ہاتھ بڑھا کر ٹوکری سے روٹی کھانے کی توفیق نہیں۔ آج کا نوجوان ازدواجی زندگی کے باب میں بازاری لیٹریچر اور بے حیا میڈیا کا خوشہ چیں نظر آتا ہے۔

اِن حالات کے پیشِ نظر قابلِ احترام مفتی محمود بارڈولی اور ان کے رفقا حفظہم اللہ نے سورت میں ایک اہم ومفید تربیتی مجلس کا انعقاد کیا، جس کا مواد قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے، استخراج و تجزیے دل ربا ہیں، زبان واسلوب "بلسانِ قومہ" کی آئینہ دار ہے، شہری نوجوان کی نفسیات کے مدِ نظر گفتگو کھلے ماحول میں کی گئی ہے، معاشرے کی بیماریوں کی نشان دہی کر کے ان کا مداوا بھی پیش کیا ہے۔ اس مجلس سے اسلام کے زندہ و تابندہ ہونے کا نقش ذہن نشیں ہوتا ہے، یہ رسالہ دولہا، دلہن کے لیے بھی بہت مفید ثابت ہوگا۔

میرِ کارواں مفتی بارڈولی صاحب- زِیْدَ لُطْفُهٗ- طویل تدریس کے ساتھ تصنیف وخطابت کا اعلی ذوق رکھتے ہیں، گجراتی، انگریزی پر بھی اچھی دسترس ہیں، آپ کی پوری

ٹیم مبارک باد کی مستحق ہے۔ یہ ایک اہم فرضِ کفایہ کی ادائیگی ہے، کتابی صورت نے دائرۂ فیض کو وسیع تر کر دیا ہے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اسی عام فہم اسلوب میں ایمانیات کے ساتھ ساتھ تجارت، سود، اجارہ، طِبّیات جیسے عناوین پر بھی مجالس کی بہت ضرورت ہے، میری یہ تحریر درجِ ذیل شعر کی مصداق ہے:

مامدحت محمدا بمقالتی	ولکن مدحت مقالتی بمحد

اللہ پاک اس سعیٔ جمیل کو قبول فرمائے، امت کو قدر دانی کی توفیق نصیب فرمائے، جمیع محاضرین کو علمی و عملی ترقیات سے نوازے۔

ناشر ادارہ ''دار الحمد'' نے قلیل مدت میں عظیم خدمات انجام دی ہیں، تقبل اللہ، امین۔

والسلام مع الاحترام
طالبِ دعا: احمد ٹنکاروی عفی عنہ
خادم التدریس: دار العلوم فلاح دارین ترکیسر
۲۳/رجب ۱۴۴۲ھ
بروز پیر

پہلا باب: آدابِ مباشرت

(مؤرخہ ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء)

(بہ موقع: نکاح کورس، چوڑگر مسجد، سورت)

زیرِ اہتمام

حضرت مولانا مفتی طاہر صاحب باکس والا زید مجدہم

دار الحمد اسلامک ریسرچ سینٹر سورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ للهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ وَأَكْمَلَ لَنَا دِيْنَنَا وأَتَمَّ عَلَيْنَا نِعَمَهُ وَرَضِيَ لَنَا الْإِسْلَامَ دِيْناً، وَ أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَه وَأَشْهدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْلُه، صَلَوَاتُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْه وَعَلٰى اٰلِه وَاَصْحَابِه وَذُرِّيَّاتِه وَاَهْلِ بَيْتِه وَاَهْلِ طَاعَتِه، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً، اَمَّا بَعْدُ!

فأعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم.

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ (البقرہ: ۲۲۳)

ترجمہ: تمھاری بیویاں تمھارے لیے کھیتی ہیں، سوتم اپنی کھیتی میں (آگے والے راستے میں) جس طرح سے چاہو آؤ اور اپنے لیے آگے (آخرت میں کام آنے والے اچھے اعمال) بھیجو اور تم اللہ تعالیٰ سے (ہر حالت میں) ڈرو اور تم (اس بات کو) جان کر رکھو کہ تم اس (اللہ تعالیٰ) سے ملنے والے ہو اور (اے نبی!) ایمان والوں کو (جنت کی) خوش خبری سنادو۔

میرے نوجوان اسلامی بھائیو! ہم سنتے ہیں کہ قرآن میں آخرت کی تیاری اور دینی زندگی گزارنے کے لیے ہر چیز کی رہبری (guidelines) موجود ہے، اسی طرح قرآن میں میاں بیوی کی نجی زندگی (personal life) کیسی ہونی چاہیے؟ اس کی بھی رہبری اور رہنمائی موجود ہے، میں آپ کو یہی سمجھانا چاہتا ہوں؛ اسی لیے میں نے قرآن کی اِس آیت کو آج کی مجلس کے لیے بنیاد بنایا ہے۔

ایک سبق منتظمین کی طرف سے......

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ آپ کے سامنے اتنا بڑا اشتہار (Poster) لگا ہوا ہے، جس میں وقت لکھا ہوا ہے کہ ۹ ربجے مجلس مکمل ہوگی؛ لیکن ۹ ربجے تو مجھے اِس موضوع پر بولنے کا موقع دیا گیا۔ یہ پروگرام کا انتظام (Manage) کرنے والوں کی طرف سے آپ کے لیے ایک سبق (lession) بھی ہے کہ پہلی رات میں دلہن وقت پر نہیں آئے گی؛ بلکہ آپ کو انتظار ہی کرنا پڑے گا، اگر آپ یہ سوچیں کہ: آج کل سردیوں کی رات میں پونے آٹھ، آٹھ بجے عشا ہو جاتی ہے؛ لہٰذا نو بجے تو میری دلہن میرے روم میں آ ہی جائے گی تو ایسا ہونے والا نہیں ہے، ہوسکتا ہے دس بجے یا گیارہ بجے بھی آئے۔

اسی طرح دلہن (بیوی) کی طرف سے ہر چیز آپ کو آپ کے وقت پر مل جائے ایسی ضد بھی مت رکھنا، بیوی کسی کام میں مشغول ہو تو آپ کی مانگی ہوئی چیز کے پورا ہونے میں تاخیر بھی ہوسکتی ہے۔

جنسیات نہیں؛ شرعیات کا بیان ہوگا

آپ لوگ جانتے ہیں کہ: میرے نام کے ساتھ لفظ ''مفتی'' لگا ہوا ہے، میں اِس وقت آپ کے سامنے جو کچھ بیان کروں گا وہ قرآن کی تفسیر، حدیثِ پاک، اور شرعی رہنمائی (guidelines) ہوگی۔ میں کوئی ماہرِ جنسیات (sexologist) نہیں ہوں؛ البتہ ایک مفتی ہونے کی حیثیت سے قرآن وحدیث کی روشنی میں حق اور سچی بات صاف صاف لفظوں میں بولنے کا عادی ہوں اور یہ میری ذمے داری بھی ہے۔

ایک اور بات کی وضاحت کر دوں کہ: اِس وقت یہ باتیں بیان کرنے میں میرے لیے کچھ الجھنیں ہیں، وہ یہ کہ بیڈ روم (bedroom) کے اندر کی بات کرنی ہے اور کھل کر (openly) کرنی ہے؛ بلکہ ایک درجہ (step) آگے بڑھ کر کہوں کہ: انٹر نیٹ کی کھلی فضا کی دنیا میں (open sky) بات کر رہا ہوں؛ چوں کہ یہ پروگرام نیٹ پر لائیو (Live) نشر ہو رہا ہے؛ اسی لیے آپ حضرات کے سامنے پہلے ہی یہ خلاصہ (Statement) پیش کر رہا ہوں کہ میں اِس وقت شرعی رہنمائی آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

اس وقت کا عنوان شبِ زفاف (Wedding night) اور آدابِ مباشرت ہے۔

ہر رات شبِ زفاف

اگر کچھ اصول (principles) سامنے رکھے جائیں تو ہر رات "شبِ زفاف" ہو سکتی ہے؛ اس لیے یہ پروگرام صرف ان لوگوں کے لیے نہیں جن کی پہلی رات ہو؛ بلکہ سب مسلمانوں کے لیے یہ رہبری ہے کہ: میاں بیوی کی تنہائی کی زندگی اور جسمانی ضروریات کو کس طرح پورا کیا جاوے؟

برادرِ مکرم مفتی طاہر صاحب- زِیْدَ لُطْفُہٗ- کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے آج بہت اہم پروگرام منعقد (manage) کیا ہے۔ حالات کے اعتبار سے یہ نہایت اہم (most important) پروگرام ہے۔

ایک الجھن

میرے لیے ایک اَور الجھن ہے کہ عامتاً لوگ شبِ زفاف (first night) میں

سوتے نہیں ہیں، جتنے بھی تجربہ(experience)والے لوگ ہیں وہ میری اس بات کواچھی طرح سمجھتے ہیں۔اوردوسری طرف مجھے منتظمین نے لکھ کردیا ہے کہ:

صرف تیس منٹ(only 30 minutes for you)۔

اس پر مفتی صاحب کے دستخط (signature) بھی ہیں اور مفتی کی دستخط سے آگے بڑھنا بھی ٹھیک نہیں ہے اور مجھے یہ بھی کہا تھا کہ: آپ بیان نہ کریں؛اس لیے کہ آپ بہت لمبا بیان کرتے ہیں؛ بلکہ آپ اہم نکات(Important Ppints) نوٹ کر کے لائیں اوراصل موضوع پر(to the point)بات کریں،سو یہ حکم بھی پورا کریں گے۔

زباں میری ہے،بات ان کی!!!

میں نے سوچا کہ ہم سب کے استاذ اور مرشد: حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ(اللہ صحت وعافیت کے ساتھ آپ کی عمر تادیر باقی رکھے) کا ہی ایک مضمون میرے پاس لکھا ہوا ہے، بہت سالوں پہلے میں نے تحریری طور پر حضرت سے کچھ سوالات کیے تھے،حضرت نے خوداس کے جوابات لکھے تھے؛چناں چہ وہی مضمون(Topic) آپ کے سامنے پیش کروں گا،اس میں صرف کچھ مرچ مسالہ ملاؤں گا۔آپ جانتے ہیں کہ اصل تو گوشت ہوتا ہے،مسالہ تو ذائقے (taste) کے لیے ہوتا ہے۔

مالک کی شان!!!

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشادفرماتے ہیں:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ (البقرہ: ۲۲۳)

ترجمہ: تمھاری بیویاں تمھارے لیے کھیتی ہیں، سو تم اپنی کھیتی میں (آگے والے راستے میں) جس طرح سے چاہو آؤ اور اپنے لیے آگے (آخرت میں کام آنے والے اچھے اعمال) بھیجو اور تم اللہ تعالیٰ سے (ہر حالت میں) ڈرو اور تم (اس بات کو) جان کر رکھو کہ تم اس (اللہ تعالیٰ) سے ملنے والے ہو اور (اے نبی!) ایمان والوں کو (جنت کی) خوش خبری سنادو۔

قربان جاؤں اپنے خالق و مالک اللہ پر! اُس نے اِس آیت میں مرد اور عورت کی خانگی زندگی (personal life) کو بیان فرمایا، آیت کا ایک حصہ (first part) مرد اور عورت کی خانگی زندگی کا ہے تو دوسرا حصہ (second part) آخرت اور قیامت سے متعلق ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ ایک ہی آیت کا ایک حصہ بیڈروم لائف کا ہے تو دوسرا حصہ قیامت کے میدان کے متعلق ہے۔ کیا اُس مالک کی شان ہے!

کہیں آخرت کو بھول مت جانا

اِس میں بہت سے تفسیری نکات ہیں، ایک نکتہ (point) بتلاتا ہوں، ہمارے پیدا کرنے والے اللہ، ہم کو یہ سبق (lesson) دے رہے ہیں:

اے میرے بندو! اپنی بیوی (wife) کے ساتھ ضرورت پورا کرنے میں ایسے ڈوب مت جانا کہ تم قیامت اور آخرت کو بھول جاؤ۔

مالک کی طرف سے یہ پیغام مل رہا ہے کہ خانگی زندگی (personal life) میں، چہار دیواری میں جہاں دروازے بند ہوتے ہیں، وہاں تم اپنی بیوی کے ساتھ ہر چیز

کرنے میں آزاد نہیں ہو، وہاں بھی تم اپنے مالک کے حکم اور ہدایت (guidelines) کے تابع اور پابند ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ: اے میرے پیارے لاڈلے بندو! اس کمرے (bedroom) کی زندگی میں تم بیوی کی محبت اور پیار میں میری محبت کو بھول نہ جانا: ﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ﴾ یاد رکھو! ایک دن اُس مالک کے سامنے جانا ہے۔

جو حکم خانقاہ میں؛ وہی بیڈروم میں

ایک آیت میں دو چیزیں ایک ساتھ بیان فرمائیں اور بیچ میں ایک خصوصی حکم (special order) دیا: ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (اللہ سے ڈرڈر کے رہنا)، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا جو حکم خانقاہ میں دیا جاتا ہے وہی حکم کمرے (bedroom) کی زندگی (life) میں دیا جارہا ہے۔

کتنی عجیب باتیں ہیں اُس مالک کی! جہاں اس نے انسانی جذبات کی قدر فرمائی، خواہش کو پورا کرنے کا طریقہ بیان فرمایا وہیں ہمیں قیامت کا دن یاد رکھنے کی بھی ترغیب دی۔

آیت کا شانِ نزول

یہ آیت کیوں نازل ہوئی؟ اس کو شانِ نزول کہتے ہیں۔

شانِ نزول کا مطلب (meaning) یہ ہے کہ قرآن کی بہت ساری آیتیں نازل ہوئیں، اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی تاریخ (History) اور پس منظر ہے، کوئی خاص واقعہ (story) ہوا، تب اللہ تعالیٰ نے وہ آیت اتاری۔

اِس وقت میرے لیے پریشانی یہ ہے کہ گجراتی زبان کے الفاظ بہت خطرناک (danger) ہیں، اور اگر اردو یا عربی میں "فرج، ذکر" کہوں تو شاید دماغ میں ہی نہ آئے؛ اس لیے زیادہ تر انگریزی الفاظ سے کام چلا رہا ہوں؛ تاکہ سمجھ میں آجاوے۔

مکہ اور مدینہ کی تہذیب (culture) جدا جدا

مکہ اور مدینہ دونوں کی تہذیب بہت جداگانہ (different culture) تھی، ظاہر ہے کہ شہر (city) بدلتا ہے، تو تہذیب بھی بدل جاتی ہے؛ یہاں تک کہ میاں بیوی کی نجی زندگی (personal life) میں بھی مکہ کی تہذیب الگ اور مدینہ کی تہذیب الگ تھی۔

اگر میں آپ کو کھل کر (openly) سمجھاؤں تو اس زمانے میں مکہ کے لوگ صحبت میں بہت ماہر (expert in phisical reiationship) تھے، وہ اپنی بیوی کے ساتھ الگ الگ طریقے سے جماع (sexual intercourse) کیا کرتے تھے۔

اور مدینہ کی تہذیب بالکل الگ تھی اور اس کی بڑی وجہ (reason) یہ تھی کہ مدینہ کے لوگ یہودی تہذیب سے متأثر (impressed) تھے، مدینہ میں یہودی لوگ بہت رہتے تھے: بنو قریظہ، بنو نضیر، بنو قینقاع وغیرہ، اہلِ کتاب ہونے کی وجہ سے ان کی تہذیب کا مدینہ پر بڑا اثر تھا۔ یہودیوں کی سوچ (thinking) یہ تھی کہ: اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو الٹا سلا کر اس کی شرم گاہ (vagina) میں جماع (intercourse) کرے اور اس صورت میں جو حمل (pregnancy) ٹھہرے تو بچے کی آنکھ خراب ہوگی یا اس کے جسم میں کوئی خرابی (Defect) ہوگی۔

اتنے سارے علما اور مفتیوں کے درمیان میں قرآن کی معتبر تفاسیر کے حوالے سے اور حدیثِ پاک اور دینی روشنی میں بیان کر رہا ہوں۔

یہ دو الگ الگ انداز کی سوچ (different thinking) تھی۔

تب آواز اٹھتی ہے

اب جب دو تہذیبوں میں آپس میں ٹکراؤ (Eultural clash) ہوتا ہے تب کچھ آواز اٹھتی ہے؛ چناں چہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو شادی کے مسائل (marriage issues) بھی پیدا ہوئے؛ اس لیے کہ بہت سے مہاجرین صحابہ کی بیویاں مکہ ہی میں تھیں۔

جب ہجرت کے بعد مکہ والوں کی شادی مدینہ میں ہوئی تو اب دو تہذیبیں ایک جگہ جمع ہو رہی ہیں؛ چناں چہ شادی کے بعد کسی مہاجر صحابی نے اپنی بیوی کے ساتھ الگ الگ طریقے سے جماع (intercourse) کرنے کی کوشش کی تو ان کی بیوی ایک دم چونک گئی کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ یہ تو گندا کام ہے۔

لیکن وہ صحابی کہہ رہے ہیں کہ: میں نے تم سے شادی کی ہے، اس میں کون سی گندگی کی بات ہے؟

جواب میں وہ کہتی ہے: ایک ہی راستے سے ایک ہی طریقے سے جماع ہوگا، کوئی دوسری چیز نہیں۔

(Sorry Only One way and one type)

رات تو کسی طرح گذر گئی؛ لیکن صبح ہوئی تو مدینہ میں یہی چرچا عام تھا (Talk of

(the town) کہ مکہ والے کیسے لوگ ہیں کہ بیوی کے ساتھ ایسا گندا کام کرتے ہیں؛ چناں چہ یہ مسئلہ پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک بھی پہنچ گیا، آپ ﷺ سب خبر رکھتے تھے، حدیث شریف میں ہے کہ: معاشرے، سماج اور سوسائٹی میں جو مسائل (issue) ظاہر ہوتے، اس پر اللہ کے نبی ﷺ کی باریک نظر (deep watch) تھی، اور اس وقت تو فیصلے سیدھے (Direct) آسمان سے آتے تھے۔

زمین والوں کا آسمان والوں سے تعلق ختم

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی وفات پر بہت زیادہ غم ظاہر کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ: افسوس کہ زمین والوں کا آسمان والوں سے تعلق (contact) ختم ہو گیا؛ یعنی وحی کا نازل ہونا اور قرآن کا اترنا بند ہو گیا، جب تک رحمۃ للعالمین ﷺ دنیا میں تھے، تب تک تمام مسائل براہِ راست آسمان سے حل ہوتے تھے۔ (المسلم: ۶۳۱۸)

ایک مثال

بہر حال! حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کے یہاں سے پیغام لے کر آئے اور مسئلے کا حل بتایا اور وہ دائمی حل (permanent solution) تھا، قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ. (البقرۃ)

ترجمہ: تمھاری بیویاں تمھارے لیے کھیتی ہیں، سو تم اپنی کھیتی میں (آگے والے راستے میں) جس طرح سے چاہو آؤ۔

اس مالک نے کتنی پیاری مثال (example) دی کہ: ایک کھیت (farm)

ہوتا ہے، دوسرا بیج (seed) ہوتا ہے اور تیسرا کسان (farmer) ہوتا ہے: یہاں اللہ تعالیٰ نے عورت کو کھیت، باغ اور باڑی (farm) سے تعبیر فرمایا:

your wife and your life partner is a farm for you

یعنی تمھاری بیوی اور تمھاری زندگی کی ساتھی تمھارے لیے کھیت ہے۔

شوہر کسان ہے (husband is a farmer)۔

اور شوہر اپنی منی (semen) بیوی کے اندر ڈالتا ہے وہ بیج (seeds) ہے۔

مالک نے ہم کو یہ سمجھایا کہ: تمھاری بیوی تمھارے لیے کھیت ہے، تم جس طریقے سے بھی اس کے ساتھ جماع کرنا چاہو کرو؛ لیکن صرف آگے والے حصے (vagina) میں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں قیامت تک کے لیے فیصلہ فرمادیا، یہ شریعت کی رہنمائی ہے۔

آیت ﴿اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ میں "اَنّٰی" "کیف" کے معنیٰ میں ہے: یعنی جس طریقے سے تم کو اپنی باڑی میں آنا ہے؛ چاہے اصل دروازے سے آؤ، چاہے داہنی طرف سے، چاہے بائیں طرف سے، چاہے پیچھے کی طرف سے، چاہے چل کر، چاہے بیٹھ کر؛ لیکن آنا ہے باڑی میں، اس کے علاوہ کسی اور جگہ نہیں جانا ہے۔

یہ قرآن کا بتایا ہوا دائمی حل (permanent solution) ہے اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رہنمائی (guidelines) ہے۔

ایک لطیفہ

لوگوں کو ایک غلط فہمی (misunderstanding) ہوتی ہے۔

الحمدللہ! کئی ممالک میں میرے مشفق و مربی شیخ الحدیث حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ سفر کی سعادت حاصل ہوتی رہتی ہے، میں بیان میں انگریزی الفاظ بہت استعمال کرتا ہوں؛ تاکہ لوگ بات سمجھ لیوے۔

ایک دن حضرت مجھ سے فرمانے لگے: misunderstanding کا معنی معلوم ہے؟

میں نے کہا: حضرت! آپ فرمادیجیے۔

فرمایا کہ: اس میں تین لفظ ہیں:

(۱)miss(۲)under(۳)standing.

miss کے معنی: کنواری لڑکی۔

under کے معنی: نیچے۔

standing کے معنی: کھڑی ہوئی۔

یعنی لڑکی نیچے کھڑی ہے۔ یہ ایک لطیفہ (Joking) ہے۔

یہ بھی سیکھنے کی ضرورت ہے

میرے پیر و مرشد حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جب حیات تھے تو سال میں ایک مرتبہ کبھی پندرہ دن کے لیے، کبھی ایک مہینے کے لیے سورت، ڈابھیل تشریف لاتے تھے، سورت میں بھی چار پانچ روز مغل سرائے کے ساحل میں قیام ہوتا تھا، مرکز پر بھی حضرت کی مجلسیں ہوتی تھیں۔

ایک مرتبہ پانچ دن کے بعد حضرت نے فرمایا کہ: میں پانچ روز سے یہاں ہوں، جو بھی آتا ہے وہ سوال کرتا ہے کہ سود (interest) کا کیا مسئلہ ہے؟ بیمے کا کیا مسئلہ

ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ پانچ دن میں اللہ کے ایک بندے نے بھی یہ سوال نہیں کیا کہ میرا تعلق میرے اللہ سے کیسے صحیح ہو جائے؟ میں کیسے میرے اللہ کا سچا بندہ بن جاؤں؟

آج ہمارے اندر بھی یہ کمی ہے، ہمیں ماننا (Accept) پڑے گا کہ جو سوال ہمیں علمائے کرام سے پوچھنے چاہیے وہ ہم نہیں پوچھتے کہ: مجھے اپنی خانگی زندگی (personal life) میں بیوی کے ساتھ کیسے زندگی گزارنی ہے؟

شادی کا وقت آتا ہے تو چھ مہینے پہلے ہال بک کرواتے ہیں، باورچی بک کراتے ہیں، کتنے باپ ایسے ہیں جو اپنی بیٹی اور بیٹے سے کہتے ہیں کہ: بیٹا! تو اب شوہر بن رہا ہے، بیٹی! تو اب ایک دلہن اور بیوی بن کر جارہی ہے، اسلام نے تمھارے لیے کیا ذمے داریاں (responsibilities) دی ہیں، کیا حقوق ہیں، ان کو بھی تو پڑھ لے، وہ بھی سیکھ لے؟ یہ سیکھو! یہ بھی سیکھنے کی ضرورت ہے۔

نکاح کے آداب

لہذا سب سے پہلے میں نکاح کے چند آداب ذکر کرتا ہوں:

① اگر نکاح کرنے کے لیے آدمی کو قرض کی ضرورت پڑے تو پاک دامنی کی نیت سے قرض لے کر اپنی شادی کا انتظام کرے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرض کی ادائیگی کی ذمے داری لی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ (النور)

ترجمہ: تم میں سے جن (آزاد مردوں اور عورتوں) کا نکاح نہ ہوا ان کا نکاح کراؤ

اور تمھارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نیک ہوں ان کا بھی (نکاح کراؤ) اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ تو بہت وسعت والے، ہر چیز جاننے والے ہیں۔

② دین دار عورت کو پسند کرے؛ اس لیے کہ دنیا کی ساری نعمتوں میں سب سے بڑھ کر اگر کوئی نعمت ہے تو وہ نیک عورت ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے:

اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. (المسلم:٣٦٤٩)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا متاع (چند دنوں کا سامان) ہے اور بہترین متاع (فائدہ اٹھانے کی چیز) عورت ہے۔

اگر کوئی عورت مال دار ہے یا معزز گھرانے کی ہے، یا زیادہ خوب صورت ہے؛ اس لیے کسی نے اس سے شادی کی تو اس آدمی کو فقر، رسوائی اٹھانی پڑسکتی ہے، اس کے بجائے اگر آدمی مال داری اور خاندان میں اپنے سے کم گھرانے کی عورت کو پسند کرتا ہے تو بہت سارے فتنوں سے وہ سلامت اور محفوظ رہتا ہے۔

حکما نے لکھا ہے کہ: شادی کرنے والا چار چیزوں میں اپنے سے کم درجے کی عورت سے شادی کرے:

(۱) حسب (خاندان) (۲) مال (۳) قد (۴) عمر۔

اور چار چیزوں میں اپنے سے بڑھ کر ہو:

(۱) ادب (۲) اخلاق (۳) خوب صورتی (۴) تقویٰ۔

نکاح کے وقت نیت کی اہمیت

③ اچھی نیتوں کے ساتھ نکاح کرے۔

دیکھو! شریعت میں ہم جو اعمال کرتے ہیں وہ دو طرح کے ہیں: بعض اعمال وہ ہیں جن میں نیت کرنا بنیادی شرط ہے؛ جیسے: نماز، اور بعض اعمال ایسے ہیں کہ بغیر نیت کے ہو تو جاتے ہیں؛ مگر نیت کے ساتھ کرنے سے اجر و ثواب ملتا ہے؛ جیسے: وضو۔

نکاح میں بھی اگر ہماری نیت صحیح ہوگی تو ان شاءاللہ! ہمارا نکاح بھی عبادت اور اجر و ثواب میں اضافے کا ذریعہ بن جائے گا۔

نکاح سے پہلے دولہا-دلہن کیا نیت کریں؟

نکاح سے پہلے دولہا اور دلہن یہ نیتیں کریں:

① نکاح حضور ﷺ کی سنت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي. (ابن ماجہ شریف: ۱۸۴۶)۔ ترجمہ: نکاح کرنا میری سنت ہے۔

دوسری ایک روایت میں ہے:

وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. (البخاری: ۵۰۶۳)

ترجمہ: میں بھی عورتوں سے شادی کرتا ہوں، سو جو بھی میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ میری امت میں سے نہیں ہوگا۔

② نگاہ اور شرم گاہ کی حفاظت کی نیت کرے۔ حدیث میں ہے:

يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ. (البخاری: ۵۰۶۶)

ترجمہ: اے نوجوانو! تم میں سے جو بھی نکاح کی طاقت رکھتا ہو، اس کو چاہیے کہ نکاح کرے؛ کیوں کہ نکاح کرنے سے آدمی کی نگاہیں (ادھر ادھر دیکھنے سے) جھکی رہتی ہیں، اور اس کی شرم گاہ بھی غلط جگہ استعمال ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔

③ نیک اولاد کے حاصل ہونے کی نیت کرے۔ یہ بھی حضراتِ انبیا علیہم السلام سے ثابت ہے، حضراتِ انبیا علیہم السلام نے نیک صالح اولاد کی دعا مانگی:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً، إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ (آل عمران)

ترجمہ: اے میرے رب! آپ مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرمائیے، یقینی بات ہے کہ آپ دعا کو بہت سنتے ہیں۔

④ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اضافہ کی نیت کرے؛ تا کہ اس کے ذریعے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیا پر فخر کر سکیں اور اس فخر میں ہم بھی ایک ذریعہ اور سبب بن جائیں۔ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ۔ (ابو داود: ۲۰۵۰)

ترجمہ: خوب محبت کرنے والی اور خوب (بچے) جننے والی عورت سے شادی کرو؛ کیوں کہ (قیامت کے دن) میں تمھاری (تعداد کی) کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

⑤ ایک خوش گوار محبت بھری گھریلو زندگی گزارنے کی نیت کرے، جو انبیا علیہم السلام کا طرز ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ﴾ [الروم: ۲۱]

ترجمہ: اور اس (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمھارے

(فائدے کے) لیے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں؛ تاکہ تم ان کے پاس جا کر سکون (یعنی چین) حاصل کرو اور اس نے تمھارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت اور رحمت (یعنی ہمدردی) کے جذبات پیدا کر دیے، یقیناً اس میں جو لوگ دھیان کرتے ہیں ایسی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی جتنی اچھی نیتیں آپ کر سکتے ہیں ضرور کیجیے، اس کی برکت یہ ہوگی کہ عمل تو ایک ہے؛ مگر ثواب بہت سارے اعمال کا آپ کو ملتا رہے گا۔

اپنی بیوی ہونے کے باوجود زِنا کا گناہ

ہم لوگ سنتے رہتے ہیں: نیت، نیت، تو نیت کا مسئلہ گھریلو زندگی (family life) میں بھی آتا ہے، کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ ضرورت پوری کر رہا ہے، اُس وقت وہ دوسری عورت، کسی ماڈل (model)، کسی فلمی اداکارہ کو اپنے دماغ میں لاتا ہے اور جماع کرتے ہوئے ذہن میں کسی ماڈل کے ساتھ جماع کرنے کا تصور کرتا ہے تو اپنی بیوی کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی اس کو زنا کا گناہ ہوگا۔

آج بلیو فلم (blue philm) دیکھتے دیکھتے جماع کرنے کا جو طریقہ (system) چل پڑا ہے کہ بلیو فلم چل رہی ہے اور اس کو دیکھ کر جماع ہو رہا ہے، ظاہر بات ہے کہ یہ ضرور (Compulsory) گناہ ہو جاتا ہے؛ کیوں کہ بلیو فلم میں جس عورت کو دیکھے گا، مرد کا دماغ، اس کا دھیان اور اس کی سوچ (feelings) اسی عورت کی طرف ہوگی، اپنی بیوی کی طرف نہیں اور وہ یہ سوچ رہا ہے، نیت کر رہا ہے کہ میں فلاں پرائی عورت سے ضرورت پوری کر رہا ہوں تو اپنی بیوی کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی اس کو زنا کا گناہ ہوگا۔ آپ کے لیے سب سے اچھی چیز اپنی بیوی ہے۔

کچھ شبِ زفاف کے بارے میں

اب شادی کی پہلی رات کے سلسلے میں کچھ باتیں مختصراً (short) عرض کردوں۔

اپنی بیوی سے جماع کرنا بھی گناہوں کا کفارہ ہے

ایک بات یاد رکھیں کہ اپنی بیوی سے جماع کرنا بھی گناہوں کا کفارہ ہے، حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: روزانہ پانچوں نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک، اور امانت کی ادائیگی؛ ان (یعنی دو جمعہ) کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

میں نے پوچھا: امانت کی ادائیگی سے کیا مراد ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: غسلِ جنابت؛ کیوں کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔ (ابن ماجہ، حدیث: ۵۹۸)

فائدہ: ① جنابت کے غسل کو امانت سے تعبیر کیا؛ یعنی جیسے امانت صاحبِ امانت کو ادا کرنا ضروری ہے، ایسے ہی جنابت کا غسل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور جیسے امانت کے ادا کرنے پر ثواب ملتا ہے ویسے جنابت کے غسل پر بھی ثواب ملتا ہے۔

② کفارہ سے مراد صغیرہ گناہ ہے، کبیرہ گناہ خالص توبہ اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے معاف ہوتے ہیں۔

③ ضرورت کے وقت میاں بیوی کا ساتھ میں ایک ہی برتن سے جنابت کا غسل کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔

لطیفہ کے انداز کا ایک سچا واقعہ

۱۹۹۳ء کی بات ہے، رمضان کا مہینہ بارڈولی کی مینارہ مسجد میں گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی، اللہ والوں کی نقل اتارتے ہوئے خانقاہی نظام کا سلسلہ تھا، مختلف عنوان پر مجالس ہوتی تھیں، ایک مرتبہ اِس موضوع پر گفتگو ہوئی کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے اپنی پاک بیویوں کے ساتھ ایک ہی برتن سے جنابت کا غسل فرمایا ہے، یہ احادیث سے ثابت ہے۔

رات میں نوجوانوں کی محفل ہوتی تھی، اس زمانے میں گھروں میں آج کی طرح اتنی وسعت نہیں تھی، عام طور پر گھروں میں ایک ہی غسل خانہ سب کے لیے ہوتا تھا، تو نوجوان مجھے کہنے لگے کہ: اس مرتبہ عید کے دن مسئلہ ہی ہے؛ اس لیے کہ آپ نے یہ بتلایا تو لوگوں میں اس پر عمل کا داعیہ اور جذبہ ضرور پیدا ہوگا، اب اگر یہ بوڑھے لوگ جو عمل کر کے ساتھ میں غسل کرنے بیٹھ گئے تو پتا نہیں ہمارے غسل کا نمبر کب آئے گا؟

کمرہ (bed room) سجانے اور اس کی تصوریں پھیلانے کا حکم

سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ کمرہ سجانے (decorate) کا کیا قانون ہے؟

حضرت مفتی احمد صاحب دامت برکاتہم نے اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ: شریعت کی حد میں رہ کر، بغیر فضول خرچی کے کمرے کی سجاوٹ (decoration) کرنا جائز ہے؛ لیکن اس میں دکھلاوا (publicity) نہیں ہونا چاہیے۔

آج کل تو لوگ کمرہ اپنی دلہن کے لیے نہیں سجاتے؛ بلکہ سجانے کے بعد واٹس ایپ (WhatsApp) اور فیس بک (facebook) پر رکھتے ہیں، اس کا ویڈیو (Video) بنا کر دوستوں (friend circle)، متعلقین (relatives) اور

رشتے داروں کو بھیجتے (Share) ہیں۔

میں تو اس ہونے والی دلہن سے یوں کہوں گا کہ: یہ تیرا شوہر تجھ سے برائے نام محبت کرتا ہے، اگر تیری سچی محبت ہوتی، تو کمرہ صرف تیرے لیے سجاتا۔

الغرض! اس طرح کی خانگی چیزوں کو پھیلانے کی شریعت اجازت نہیں دیتی: لہٰذا تھوڑا بہت کمرہ سجا لیجیے؛ لیکن اس میں جنات ماما کا خیال رکھنا، عامل لوگ ایسا کہتے ہیں کہ: جہاں بہت خوشبو ہوتی ہے، وہاں جنات آتے ہیں، تو ایسا نہ ہو کہ کہیں کوئی تیسرا (یعنی جن) آجائے۔

شب زفاف میں عورت زینت کرے

شب زفاف میں عورت بہترین کپڑے پہنے اور سرمہ لگائے، بالوں کو اچھے سے سنوارے، مہندی لگائے، اور شریعت کی حد میں رہ کر خوشبو لگائے۔

فائدہ: عورت کے لیے بھڑک دار اور پھیلنے والی خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے، ہاں! عورت اپنے گھر میں اپنے شوہر کے لیے عطر اور بھڑک دار خوشبو استعمال کرے تو کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن گھر میں نامحرم لوگ ہوں تو ایسی خوشبو نہیں لگانی چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے:

كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِمَجْلِسٍ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، يَعْنِيْ زَانِيَةٌ. (الترمذي، رقم: ٢٧٨٦)

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہر آنکھ زنا کار ہے (یعنی ہر وہ آنکھ جو کسی اجنبی عورت کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھے) اور عورت جب خوشبو لگا کر

مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ایسی ہے؛ یعنی زانیہ ہے (اس لیے کہ وہ لوگوں کی نظر اپنی طرف مائل کرنے کا سبب بنی ہے؛ اس لیے وہ برابر کی شریک ہے)۔

پہلے نماز پڑھیں

ایک بہت اہم چیز جو اللہ والوں سے ہم نے سیکھی ہے کہ پہلی رات میں دونوں میاں بیوی پہلے دو رکعت نماز پڑھیں، اللہ سے دعا کریں، اپنی خانگی زندگی (family life) اور اپنے مستقبل (future) کے لیے دعا کریں۔

آج سے رونے والی چار آنکھیں ہو گئیں

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے، ہم نے کتنے بزرگوں سے سنا ہے- اللہ وہ جذبات ہمیں بھی عطا فرمائے- جب حضرت اپنی دلہن کے پاس گئے تو فرمایا: آجاؤ! نماز پڑھو! اللہ تعالیٰ کے سامنے آنسو بہاؤ، رو کر دعا کرو، آج تک امت کے لیے رونے والی الیاس کی دو آنکھیں تھیں، آج سے تیری اور میری: چار آنکھیں ہو گئیں۔

پہلی رات ایسی بھی ہوا کرتی ہے۔

پہلی رات: بلقان کے مسلمانوں کے لیے چندہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی (founder) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ دیوبند کے بہت مال دار گھرانے کی خاتون تھیں، ان کا عجیب قصہ ہے، رونا آجائے- میں نے اِسی مسجد میں بلقان کی کارگزاری بیان کرتے وقت حضرت کا پورا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا تھا- مختصراً کہہ دوں کہ:

رخصتی کی رات جب حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اہلیہ کی ملاقات ہوئی، تو سب سے پہلے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ رخصتی والے کمرے میں آکر نفل نمازیں پڑھنے میں مشغول ہوگئے، نفل نمازوں سے فارغ ہوکر اپنی اہلیہ محترمہ کے پاس تشریف لائے، بہت سکون اور اطمینان کے ساتھ اپنی اہلیہ سے بات چیت شروع کی کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے تمھیں میرے ساتھ وابستہ کر دیا ہے تو اب ہم دونوں میں مناسبت ضروری ہے؛ مگر ابھی جو صورتِ حال ہے اس میں مناسبت نہیں ہے؛ اس لیے کہ تم مال دار ہو اور میں غریب آدمی ہوں، اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو میں بھی مال دار بن جاؤں یا تم میری طرح غریب بن جاؤ۔ پھر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: میرا مال دار بننا تو مشکل ہے، آسان بات یہی ہے کہ تم میری طرح غریب بن جاؤ۔

پھر آگے یہ بات ارشاد فرمائی کہ: اللہ تعالیٰ نے تمھارے ساتھ میرا جو تعلق قائم فرمایا ہے، اس میں مجھے تربیت کا مقام دیا ہے اور تم کو اطاعت کا مقام دیا ہے۔

اس کے بعد حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہم سوال دریافت فرمایا کہ: اگر تم کو میں کسی بات کا حکم دوں، جس میں تمھارا ہی فائدہ ہو تو کیا تم مجھ پر بھروسہ اور اعتماد کرو گی؟

جب حضرت نانوتویؒ کی طرف سے یہ سوال ہوا تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ نے جواب میں کہا: مجھے آپ پر پورا اعتماد اور بھروسہ ہے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا اب یہ تمام زیورات اتار کر مجھے دے دو، اسی طرح جتنے کپڑے اور برتن تمھارے پاس ہیں ان پر بھی مجھے اختیار دے دو۔

اتنے بڑے مطالبے پر نئی نویلی دلہن نے بغیر ہچکچائے ہوئے فوراً عرض کیا: آپ کو پورا اختیار ہے۔

اُس وقت خود حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تقریباً ۲۱/۲۲ سال کی تھی، تمام زیورات اور تمام کپڑوں کے جوڑے اور تمام برتن جو اس زمانے میں ہزاروں روپے کا سامان تھا، اور آج کے دور میں تو اس کا حساب ہی نہیں لگا سکتے، بیوی نے سب کا سب پہلی رات میں بلقان کے مظلوم مسلمانوں کے لیے چندے میں پیش کر دیا۔ کیسے جذبات تھے!!!

نوٹ: تفصیلی واقعے کے لیے "دیکھی ہوئی دنیا" کی چوتھی جلد ملاحظہ فرمائیں۔

ضرورت پوری کرنے کا مناسب وقت

الغرض! کمرے میں جا کر پہلے دو رکعت نماز پڑھیں، پھر اللہ سے دعا کریں، پھر میٹھی میٹھی، اچھی اچھی باتیں کر کے، کھیل، مستی، بدن کی چھیڑ چھاڑ وغیرہ کے ذریعے پورے طور پر بیوی کو تیار کریں۔

دیکھو! رات کے شروع حصے کے بہ جائے رات کے آخری حصے میں؛ یعنی دو، تین بجے کے بعد ضرورت پوری کرنا سب سے اچھا ہے، اگر اپنی بیوی کے ساتھ ضرورت پوری کرنی ہے تو آدھی رات کے بعد کریں، شروع رات میں آرام کرلیں، دونوں کی تھکن اچھی طرح اترنے کے بعد آدمی اپنی بیوی سے ضرورت پوری کرے تو اس کو ایسا مزہ آئے گا جو شروع رات میں نہیں آتا، ان شاء اللہ!۔

ضرورت پوری کرنے میں جلدی نہ کریں

اس کے بعد جب اپنی ضرورت پوری کرنے کا ارادہ ہو تو اس میں جلدی نہ کریں؛ بلکہ پہلے بیوی کے ساتھ میٹھی میٹھی، پیاری پیاری، اچھی اچھی باتیں کر کے اس کو ذہنی طور پر تیار (mentally prepare) کریں، جب تک وہ تیار نہ ہو تب تک آپ کو

جیسا چاہے ویسا مزا نہیں آئے گا اور ایسی محبت والی اور وعدے والی باتیں کرنے میں ہم لوگ بہت ماہر (expert) ہیں۔

میں نے ایک میگزین (magazine) میں پڑھا تھا کہ کسی نے اپنی بیوی سے یوں کہا کہ: بس! میرا نکاح تو ہونے دو، میں تیرے لیے بھی تاج محل بناؤں گا، تو میں نے کہا کہ: تاج محل تو بعد میں بنانا، پہلے ہر مہینے وقت پر تیل کا ڈبہ لا کر دینا۔

پیارے آقا ﷺ نے ہمیں ہر چیز کی دعا سکھلائی

ہماری شریعت کتنی اچھی ہے!!! الحمد لله على نعمة الإسلام. اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا اور رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی بنایا، قربان جاؤں اُس آقا کے قدموں پر کہ انھوں نے ہم کو ہر چیز کی دعا بتلائی!

......تو شیطان شریک بنتا ہے

حدیث شریف میں ہے کہ: بیوی کے ساتھ ضرورت پوری کرنے سے پہلے بھی دعا پڑھو، یہ دعائیں یاد کرو؛ اس لیے کہ شیطان بہت فعّال (active person) ہے، ہر جگہ شریک ہونے کی کوشش کرتا ہے، حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ: اگر کوئی مسلمان دعا پڑھے بغیر اپنی بیوی کے ساتھ ضرورت پوری کرتا ہے تو شیطان اس میں شریک بنتا ہے، صرف شریک ہی نہیں؛ بلکہ شوہر کے ذَکر کے ساتھ لپٹ جاتا ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرُّهُ.

[بخاري، كتاب الوضوء، باب التسمية على كل حال وعند الوقاع، ١:٢٦، ح:١٤١]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے: بسم اللہ إلخ: پس اگر اِس جماع سے بچہ پیدا ہوا تو شیطان اُس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

دعا کا ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچایئے اور شیطان کو ہماری اولاد سے دور رکھیے۔

آج ہم لوگ فریاد کرتے ہیں کہ: اولاد نافرمان پیدا ہوتی ہے، ہم لوگوں کو جیسا مزہ چاہیے ویسا نہیں آتا، اس کی بہت بڑی وجہ (reason) یہ ہے کہ جو دعا پیارے آقا ﷺ نے بتلائی وہ ہم نہیں پڑھتے۔

اے او بغیر بسم اللہ کے!

ایک مرتبہ میں ایک ہوٹل میں کھا رہا تھا، اسی دوران ایک مشہور گھرانے کا بچہ ہونڈا (Honda) لے کر سامنے سے گذرا- ۱۹۹۲ء کی بات ہے، تب تو ہونڈا (Honda) بھی مرسڈیز کار (mercedes car) کی اہمیت (value) رکھتی تھی- وہاں پانی بھرا ہوا تھا، اس نے گاڑی زور سے چلائی، تو پانی اتنی زور سے اڑا کہ ہوٹل میں جو لوگ کھا رہے تھے وہاں بھی اس کے قطرے اُڑے، تو ہوٹل میں بیٹھے ہوئے لوگ اس کو اس طرح ڈانٹ رہے ہیں: ''اے او بغیر بسم اللہ کے'' تو میری سمجھ نہیں آیا کہ یہ کیسی ڈانٹ ہے؟ مجھے باقاعدہ پوچھنا پڑا کہ اس ڈانٹ کا مطلب (meaning) کیا ہے؟

انھوں نے سمجھایا کہ اس کے باپ نے جماع کے وقت بسم اللہ اور دعا نہیں پڑھی تھی اور اس کا حمل ٹھہرا تھا جس کا یہ نتیجہ (result) ہے کہ ایسا لڑکا پیدا ہوا جو دوسروں کو تکلیف پہنچاوے۔

شب زفاف کے آداب اور جماع کے وقت پڑھی جانے والی دعائیں اور ضروری باتیں

① جماع (intercourse) کے وقت مکمل تنہائی (PRIVECY) کریں؛ حتی کہ بچہ اور جانور بھی اس کے پاس نہ ہو۔

نوٹ: بچوں کو معمولی مت سمجھو، حضرت تھانویؒ کے مواعظ میں ایک جگہ پڑھا کہ چھوٹے بچے جو ابھی بولتے نہیں ہیں اس سے بھی غفلت نہ برتیں؛ اس لیے کہ ان کی آنکھیں کھلی ہیں، وہ دیکھتے ہیں اور کان کھلے ہیں، وہ سنتے ہیں، جو چیزیں ان کے سامنے بولی جاتی ہیں اور کی جاتی ہیں وہ ان کے ذہن میں محفوظ ہو جاتی ہیں، پھر جب ان کی زبان میں بولنے کی طاقت آئے گی تو وہ اس طرح بولیں گے جس طرح انھوں نے سنا ہے اور آنکھ سے دیکھا ہے، اس پر ایک سچا واقعہ:

ہمارے یہاں سورت شہر سے شائع ہونے والے گجراتی مشہور اخبار میں بہت مدت پہلے ایک واقعہ پڑھا تھا کہ ایک بچہ بولنے سیکھا تو اس نے سب سے پہلے اپنی زبان سے بولا "آئی، لو، یو" (I LOVE YOU)۔

اندازہ یہ ہے کہ اس کے والدین اس کے سامنے اس طرح کی باتیں کرتے ہوں گے جو اس کے ذہن میں نقش ہو گئیں اور جب وہ بچہ بولنا سیکھا تو اسی جملے کو پہلی مرتبہ بولا۔

② شب زفاف میں پہلی ملاقات کے وقت بیوی کو سلام کریں۔

③ بیوی کے پاس بیٹھ کر اس کی پیشانی (کے اگلے حصے) کے بالوں کو پکڑ کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ. (أبوداود، كتاب النكاح:٢١٦٠)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے اس کی بھلائی، اور اس کے عادات واخلاق کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور بُری عادتوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

④ اس کے بعد دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھیں، مرد آگے کھڑا رہے اور عورت کو اپنے پیچھے کھڑی کرے۔

⑤ نماز کے بعد خیر و برکت اور مودت ومحبت کی دعا کریں۔

⑥ دو رکعت نماز سے فارغ ہونے کے بعد بیوی کی پیشانی پکڑ کر پھر یہ دعا پڑھے:

أَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ أَهْلِيْ وَبَارِكْ لِأَهْلِيْ فِيَّ. أَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُمْ مِنِّيْ وَارْزُقْنِيْ مِنْهُمْ. أَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جَمَعْتَ فِيْ خَيْرٍ، وَفَرِّقْ بَيْنَنَا إِذَا فَرَّقْتَ فِيْ خَيْرٍ.

(مصنف عبدالرزاق:١٠٤٦١)

ترجمہ: اے اللہ! میرے اہل وعیال میں برکت عطا فرمایئے، اور ان کے لیے میرے اندر برکت عطا فرمایئے، اور ان کو میرے ذریعے اور مجھے ان کے ذریعے سے رزق عطا فرمایئے، جب تک ہمیں ساتھ میں رکھے خیر اور بھلائی کے ساتھ جمع فرمایئے، اور جب آپ ہمیں جدا فرمائے تو بھلائی کے ساتھ جدا فرمایئے۔

⑦ جماع کے وقت یہ نیت ہو کہ اس حلال راستے سے اپنی شرم گاہ (vagina) کی حفاظت چاہتا ہوں، اور اپنے نفس کو فاسد (گندے) مادے سے خالی کرتا ہوں۔

⑧ سورۂ اخلاص اور اِس دعا کو پڑھ کر شیطان کے شر سے بچنے کی اللہ تعالیٰ سے حفاظت چاہے، (یہ دعا ستر کھولنے سے پہلے پڑھ لی جائے):

بِسْمِ اللّٰہِ! اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ فِیمَا رَزَقْتَنَا.(بخاری:۱۴۱)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے! اے اللہ! آپ ہم دونوں کو اور جو ہم کو آپ اولاد دے ان کو شیطان کے شر سے بچائیے۔

کپڑے نکالنے سے پہلے میاں بیوی دونوں کو یہ دعا پڑھنی چاہیے؛ بلکہ ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ: بیوی کے ساتھ جماع (sexual intercourse) کرنے سے پہلے "بسم اللہ" اس کے بعد "قل ھو اللہ" (سورۂ اخلاص) پھر "اللہ أکبر" پھر "لا إلٰہ إلا اللہ" پڑھو، اور اس کے بعد ایک اور دعا پڑھو:

بِسْمِ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً، إِنْ کُنْتَ قَدَّرْتَ أَنْ تَخْرُجَ ذَالِکَ مِنْ صُلْبِيْ۔ (احیاء العلوم، فقہ الاسلامی وادلتہ)

ترجمہ: اللہ کے نام سے جو اللہ بڑے ہیں، اونچے مرتبے والے ہیں، اے اللہ! آپ اس کو نیک اور پاکیزہ اولاد کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنا دے، اگر میرے مقدر میں اولاد ہے۔

⑨ جماع کے وقت میاں بیوی بالکل ننگے نہ ہو جائیں، کوئی چادر اپنے اوپر ڈال لیں۔

⑩ قبلے کی طرف منہ نہ کریں، دوسری طرف منہ کر کے جماع کریں۔

⑪ آہستہ آہستہ عورت کے ساتھ کھیلیں اس کے بعد جماع کریں؛ اِس لیے کہ کھیلنے سے پہلے جماع کرنا یہ اچھا نہیں ہے۔

⑫ جماع کے وقت بات چیت زیادہ نہ ہو، اس سے گونگا بچہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

⑬شرم گاہ کو زیادہ دیکھنے سے آنکھوں کی روشنی کم ہوسکتی ہے۔

⑭شرم گاہ کو بوسہ دینے سے بہرا بچہ پیدا ہونے کا امکان ہے۔

⑮شرم گاہ اور منی کو دیکھنے سے ذہن کمزور ہوسکتا ہے۔

⑯میاں بیوی دونوں کپڑے کا ایک ٹکڑا یا ٹیشو پیپر لے لے؛ تا کہ اس کے ذریعے دونوں اپنی اپنی ناپاکی کو صاف کر لے۔

⑰جماع کے بعد پیشاب ضرور کریں (اس سے پہلے غسل نہ کریں) منی کے قطرات کے رہ جانے سے تشویش بھی ہوگی، اور بیماری ہونے کا بھی خطرہ ہے۔

⑱جماع کے بعد تھوڑی دیر آرام کرلیں۔

⑲ آدھی رات میں اور چاندنی رات میں جماع نہ کریں، ان دو وقتوں میں جناتوں کا آنا جانا زیادہ ہوتا ہے، اور یہ شیاطین کے بھی جماع کا وقت ہے۔

⑳زیادہ جماع پر فخر نہ ہو۔

㉑بہت دنوں تک جماع نہ چھوڑیں؛ اس لیے کہ جو کنواں خالی ہوتا رہتا ہے اس میں پانی بڑھتا رہتا ہے۔

㉒عورت کے ناراض ہونے کی حالت میں جماع کیا جائے تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ کمزور ذہن ہوسکتا ہے۔

㉓مہینے کے شروع میں صبح صادق کے وقت اگر جماع کیا جائے تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ نیک ہوتا ہے۔

㉔جمعرات کی رات میں جماع کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ عالم اور متقی ہوتا ہے۔

۲۵ جمعرات کوظہر سے پہلے جماع کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ حکیم، عالم ہوتا ہے۔

۲۶ جمعہ کی رات میں جماع کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ مخلص، عابد ہوتا ہے۔

۲۷ جمعہ کی نماز سے پہلے جماع کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ سعید (خوش نصیب) اور شہید ہوتا ہے۔

نوٹ: یہ ساری باتیں آثار اور واقعات سے ثابت ہیں۔ (المدخل لابن الحاج)

ایک دوسرے کی شرم گاہ نہ دیکھنا

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا نَظَرْتُ أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَطُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ کبھی نہیں دیکھی۔ (ابن ماجہ شریف، حدیث: ٦٦٢)

فائدہ: یہ اونچے درجے کی پاکیزگی اور شرم وحیا کی بات ہے کہ میاں بیوی سالہا سال تک ساتھ میں رہ کر بھی ایک دوسرے کی شرم گاہ کو نہ دیکھے، اگر کوئی دیکھتا بھی ہے تو شریعت کی جانب سے کوئی گناہ نہیں ہے۔

منی نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں

منی نکلتے وقت پڑھنے کی دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ نَصِيْبًا. [مصنف ابن ابی شیبہ باب مایدعو بہ الرجل إذا دخل علی أھلہ ٦: ٩٢، ح: ٢٩٧٣٤]

ترجمہ: اے اللہ! جو اولاد آپ مجھے عطا فرمائے اس میں شیطان کا کوئی حصہ نہ رکھیو۔

یہ دعا اُس وقت زبان سے نہیں پڑھنی ہے؛ بلکہ دل دل میں پڑھنی ہے۔

میں نے پہلے چھوٹے چھوٹے (پوکیٹ سائز فولڈر) کارڈ بنوائے تھے، جس میں یہ سب دعائیں لکھی ہوئی تھیں، جس کا بھی نکاح ہوتا اس کو نکاح کے تحفے کے طور پر وہ کارڈ دیا جاتا۔ یہ سب دعائیں پڑھنے کا اہتمام کرو۔ ان دعاؤں کو پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ شیطان اس میں شریک (partner) نہیں ہوسکتا۔

پیاس نہیں بجھتی

پھر منی نکل جانے (sperm spray) کے بعد شوہر بہت جلدی ہٹ نہ جائے؛ اس لیے کہ بعض مرتبہ بیوی کی پیاس بجھی نہیں ہوتی اور شوہر ہٹ جاتا ہے تو دونوں کے درمیان جھگڑا ہونے کے خطرات ہوتے ہیں۔

فیملی لائف (family life) کے پروبلم (problem) کا ایک سبب (reason) یہ بھی بنتا ہے؛ لہٰذا مرد فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر عورت کے اوپر لیٹا رہے؛ تاکہ عورت کو بھی اطمینان ہو، مرغے کی طرح چڑھ کر اتر نہ جائے۔

غسل کرنے کے بعد بیوی سے لپٹنا بھی ثابت ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسلِ جنابت فرماتے، پھر میرے غسل کرنے سے پہلے مجھ سے گرمی حاصل کرتے۔ (ابن ماجہ: ۵۸۰)

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ:

① جنابت کی حالت میں مرد یا عورت کا ظاہری بدن ناپاک نہیں ہوتا؛ اس لیے ان کے ساتھ لپٹ کر سونے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

④ میاں بیوی ایک ساتھ لپٹ کر ایک دوسرے سے گرمی حاصل کرے یہ بھی ثابت ہے۔

غسل کا تقاضہ ہو تو کم از کم وضو کر کے سوئے

قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ. [بخاري، كتاب الغسل، باب نوم الجنب١/: ٤٢، ح:٢٨٨]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنی شرم گاہ کو دھو لیتے، اور نماز کی طرح وضو فرماتے۔

فائدہ: ناپاک ہو پھر بھی وضو کر کے سونا مستحب ہے، اس سے طبیعت میں چستی بھی ملتی ہے۔

غسل کب فرض ہوگا؟

اِن چیزوں سے غسل فرض ہوتا ہے:

① منی (semen) نکلنے سے؛ چاہے کسی طرح بھی نکلے، اس کی وجہ سے غسل فرض ہوگا؛ لیکن مذی نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا ہے۔

② عورت کی شرم گاہ (vagina) میں حشفے (સોપારી જેવો આકાર) کے بقدر ذَکر (penis) داخل کرنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے؛ چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔

③ حیض کا ختم ہونا؛ یعنی عورت کے جو حیض کے دن ہیں وہ پورے ہو جائیں۔

④ نفاس کا ختم ہونا وغیرہ۔

منی اور مذی میں فرق

مذی: جب انسان اپنی بیوی سے کھیلتا ہے، یا اس طرح کی کوئی چیز سوچتا ہے، اس وقت پیشاب کی جگہ سے ایک چکنی چیز نکلتی ہے، اس کو ''مذی'' کہا جاتا ہے؛ گویا ''مذی'' مزہ کے وقت نکلتی ہے، اس کے نکلنے کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس کے نکلنے کے بعد مرد کا جوش زیادہ ہو جاتا ہے۔

لیکن اس کے نکلنے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے؛ لہٰذا اس کے نکلنے کے بعد اس جگہ کو دھویا جائے اور اس کے بعد وضو کر لیا جاوے۔

نوٹ: یہ ''مذی'' اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے؛ کیوں کہ اس کے نکلنے کی وجہ سے مرد کے آلۂ تناسل (penis)) میں چکناہٹ پیدا ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اس کو جماع کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔

منی: ناک کی رینٹ کی طرح ایک چکنا مادہ ہوتا ہے، جو شہوت کے وقت پیشاب کی جگہ سے نکلتا ہے:

① منی لذت کے ساتھ نکلتی ہے۔
② شہوت کے ساتھ نکلتی ہے۔
③ کود کر اچھل کر باہر نکلتی ہے، اس کی وجہ سے غسل فرض ہوتا ہے۔

اس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اس کے نکلنے کے بعد آلۂ تناسل سست پڑ جاتا ہے۔

ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ جماع کرنا ہو تو وضو کر لیں

ایک بار ہم بستری کر کے دوبارہ کرنی ہو تو مرد کو اپنا ستر والا حصہ (Penis)

دھولینا؛ بلکہ وضو کرلینا بہتر ہے۔حدیث میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ.

آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے، پھر دوبارہ صحبت کا ارادہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وضو کر لے۔[مسلم، کتاب الحیض، ۱:۱۴۴، ح:۳۰۸]

جماع کی مدت

چار راتوں کے بعد ایک رات صحبت کرنا انصاف کا تقاضا ہے۔

اپنی یا عورت کی ضرورت کے حساب سے اس مدت کو کم زیادہ کرسکتے ہیں، اس کے ساتھ اتنے اتنے وقت جماع کرتے رہنا واجب ہے جس میں اس کی عفت و پارسائی سلامت رہے۔

پاکی، ناپاکی اور میاں بیوی سے متعلق مسائل گہرائی سے جان لیں، یہ ہر مسلمان جوان مرد وعورت کا دینی فریضہ ہے، اس معاملے میں شرم یا جھجک نہ رکھیں۔

دینی امور معلوم کرنے کے بارے میں شرم کرنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔

فجر کی نماز قضا نہ ہو!

بعض نوجوان پہلی رات کو لذت کی دنیا میں ایسے ڈوب جاتے ہیں کہ پوری رات جاگ کر گزارتے ہیں اور پھر فجر کی نماز سے پہلے سو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے، یہ غلط ہے۔جس جماع کے نتیجے میں نماز قضا ہوئی ہو، اس سے پیدا ہونے والی اولاد پر بُرے اثرات پڑتے ہیں۔

رات کی کارگزاری بتلانا

ایک بہت اہم (important) بات سناؤں، وعدہ کرو کہ: عمل کریں گے۔

میاں بیوی کے جو تعلقات (Relationship) ہیں وہ دو فرد کے درمیان ہیں (Between Two Persons)۔ بیوی اپنے شوہر کو سب چیزیں دل کھول کر کہے، شوہر اپنی بیوی کو دل کھول کر کہے؛ لیکن اس کو اپنے دوسرے دوستوں یا سہیلوں کے سامنے بیان کرنا؛ یعنی رات کی کارگزاری (commentary) دوسروں کو بتلانا کہ میں نے رات میں اپنی بیوی کے ساتھ ایسا کیا، ایسا کیا، اور بیوی اپنی سہیلیوں کو بتلائے کہ میں نے اپنے شوہر کے ساتھ ایسا کیا، ایسا کیا، یہ بہت خطرناک اور گناہ کا کام ہے: لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔

میاں بیوی آپس میں بھی پچھلی زندگی کی باتیں؛ خاص کر غلطیوں کا ہرگز چرچا نہ کریں، اس سے شادی والی زندگی پر برا اثر ہوسکتا ہے۔

بڑی امانت میں خیانت

آپ کو دو حدیثیں سناتا ہوں: ایک حدیث میں حضرت نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت جس میں انسان خیانت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری (intercourse) کرے، پھر اس کی داستان (story) لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ (از: اصلاح معاشرہ بحوالہ مشکوۃ)

بُرا مرد، بُری عورت

دوسری حدیث:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلرَّجُلَ يُفْضِيْ إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِيْ إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا. (مسلم، کتاب النکاح:۱۴۳۷)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں درجے کے اعتبار سے سب سے براوہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے صحبت کرے پھر راز کی باتوں کو پھیلائے۔

یعنی قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بُرا مرد، یا سب سے بُری عورت وہ ہے جو اپنی بیوی یا اپنے شوہر کے ساتھ جماع (intercorurs) کرے اور اپنی نجی (secret) باتیں لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ (از: اصلاح معاشرہ بحوالہ مشکوۃ)

اس لیے میں ہر شوہر اور ہر بیوی سے درخواست (request) کرتا ہوں کہ اپنی داستان (story) کسی کے سامنے بیان مت کرو اور دوستوں اور سہیلیوں سے کہوں گا کہ: آپ اس طرح کے سوال نہ کیا کریں۔

اگر جائز ہوتو!!!

دوستوں کی عادت ہوتی ہے کہ رخصتی کے بعد کچھ دوست ولیمے کے وقت پوچھتے ہیں کہ: کیا ہوا؟ کیسا رہا؟

ہمارے ایک دوست سے کوئی شخص بار بار پوچھ رہا تھا کہ: کیسا رہا؟ کیا ہوا؟ تو وہ ناراض ہوکر کہنے لگے کہ: کسی مولانا سے پوچھ، اگر جائز ہوتو میری بیوی کو تیرے پاس بھیج دوں، یہ کیا پوچھ پوچھ کرتا رہتا ہے، چپ چاپ بیٹھا رہ۔

اس لیے کوئی بھی دولہا-دلہن کو سوال نہ کرے، اور کوئی دولہا-دلہن سامنے سے خود (commentary) بیان نہ کرے، یہ ہماری شریعت میں بہت بڑا گناہ اور بہت بری بات ہے۔

خلاصہ

پہلی ملاقات بڑے نیک جذبات اور اونچی تمناؤں کے ساتھ ہونی چاہیے۔ شوہر محبت کے ساتھ پیش آئے، آہستہ آہستہ میٹھی بات کے ذریعے بیوی کو مانوس کرے، اپنا سکہ اور رعب جمانے کی فکر نہ کرے، کچھ دین کی باتیں بھی کرے۔ بات بات میں اس کو اپنے قریب کرتا رہے، یا خود اس کے قریب ہوتا رہے، اس پر ہاتھ بھی پھیرتا رہے، کبھی کبھی اپنے سے لپٹا بھی لے، آہستہ آہستہ ہونٹ اور رُخسار پر بوسہ بھی دیتا رہے۔

الغرض! خوب پیار و محبت سے مانوس کرے، تب جماع کا ارادہ کرے، پھر صحبت کے تمام آداب جو اِس رسالے میں لکھے گئے ہیں اس کے مطابق عمل کریں۔

میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لیے اب تک اجنبی تھے؛ اس لیے پہلی رات میں ملاقات کے وقت ایک دم جانوروں جیسا طریقہ نہ اپنائیں، بوسہ لینے میں اور کھیلنے میں ضرورت سے زیادہ سختی اور جلدی نہ کریں، جماع میں بھی جلدی نہ کریں، یہ آداب ان شاء اللہ! خوشگوار زندگی گذارنے کی صحیح شروعات کرنے کا ذریعہ ہوں گے۔

میاں بیوی کی خانگی زندگی میں پیش آنے والی
کچھ نامناسب اور غلط باتیں
منہ سے شرم گاہ کو چوس کر منی کو چاٹنا اور اس کو نگل جانا

اِس وقت مغربی کلچر کے نتیجے میں ایک خطرناک اور نہایت گندی چیز ہو رہی ہے کہ عورت مرد کی شرم گاہ اپنے منہ میں لے اور اس کو چوس کر منی نکالے، اس کو چاٹے، نگلے، یا چاٹ کر تھوکے، یہ بہت ہی گندی اور بری حرکتیں ہیں، ایسے گندے کاموں سے بچنا اور توبہ کرنا خوب ضروری ہے۔

ایک نازک مسئلہ

ایک بہت نازک بات میں آپ کو بتلا دوں، بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ:
شوہر کے ذَکر (penis) کو بیوی چوم سکتی ہے؟

کھلم کھلا (openly) بات کرتا ہوں، ذرا سوچو کہ جس زبان سے ہم قرآن پڑھیں، اللہ کا پاک نام لیں، کلمہ پڑھیں، جن ہونٹوں سے درودِ پاک پڑھیں، ان ہونٹوں کے ذریعے شرم کی جگہ کو چومنا چاٹنا، یہ بہت خراب اور بے شرمی کی بات ہے؛ لہٰذا اس سے رُکنے اور روکنے کی سخت ضرورت ہے۔

پہلے مذی، پھر منی نکلتی ہے، وہ ناپاک ہے، جب دونوں مستی کریں گے تو مذی نکلتی ہے، مذی کے بغیر مزہ نہیں آسکتا، اس حال میں اگر بیوی نے ذکر کو منہ میں لیا تو ساری ناپاکی اس کے منہ میں آئے گی اور اگر مذی نہ بھی نکلی تب بھی یہ کام ٹھیک نہیں ہے۔

اسی طرح شوہر بیوی کی شرم گاہ کو چاٹے، بوسہ دیوے، یہ بھی شریعت کی نظر میں صحیح

نہیں ہے۔ فتاویٰ رحیمیہ میں اس پر ایک تفصیلی سوال وجواب ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:
بے شک شرم گاہ کا ظاہری حصہ پاک ہے؛ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر پاک چیز کو منہ لگایا جائے اور منہ میں لیا جائے، اس کو چوما جائے اور چاٹا جائے، ناک کی رطوبت پاک ہے تو کیا ناک کے اندرونی حصے پر زبان لگانا، اس کی رطوبت کو منہ میں لینا پسندیدہ چیز ہوسکتی ہے؟ اور اس کی اجازت ہوسکتی ہے؟

مقعد (پاخانہ کا مقام) کا ظاہری حصہ بھی ناپاک نہیں، پاک ہے تو کیا اس کو چومنے کی اجازت ہوگی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح عورت کی شرم گاہ کو چومنے اور زبان لگانے کی اجازت نہیں، سخت مکروہ اور گناہ ہے، کتوں، بکروں وغیرہ جانوروں کی عادت کے مشابہ ہے، اگر شہوت کا غلبہ ہو تو صحبت کر لے۔ غور کیجیے! جس منہ سے پاک کلمہ پڑھا جاتا ہے، قرآنِ مجید کی تلاوت کی جاتی ہے، درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کو ایسے کام میں استعمال کرنے کو دل کیسے گوارا کرسکتا ہے! (از: فتاویٰ رحیمیہ: ج:۵، ص:۵۸۶)

یہ گندی چیز ہے

ایک مسئلہ اور سن لو! جو اِس وقت بڑھ رہا ہے، وہ یہ کہ: مرد مرد سے ضرورت پوری کرے (gay people)(homo sexual) اور عورت عورت سے ضرورت پوری کرے (lesbian)۔ یہ شریعت اور اسلامی قانون میں ناجائز اور حرام ہے۔ اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے! ہمارے جو بھی بھائی، بہن ایسی چیز میں مبتلا ہوں تو وہ فوراً دو دو رکعت نماز پڑھ کر توبہ کریں، اللہ سے معافی مانگیں، اپنے آپ کو ایسی عادتوں سے بچائیں، توبہ کریں، یہ بڑی خطرناک اور گندی چیز ہے۔

بیوی کے ساتھ فطرت کے خلاف عمل (لواطت)

یہاں ایک غلط فہمی (misunderstanding) دور کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ: اپنی بیوی کے پیچھے کی جگہ میں بھی جماع کرنا صحیح ہے۔

کان کھول کر سن لو! اسلام میں اس کی بالکل اجازت (Permission) نہیں ہے، یہ حرام ہے، اچھی طرح اس مسئلے کو سمجھ لو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ. (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۴۵۶)

جو شخص (اپنی بیوی کے ساتھ) پیچھے کے راستے میں جماع کرے وہ ملعون (اللہ کی رحمت سے دور) ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: جو شخص کسی مرد یا عورت کے ساتھ پیچھے کے راستے میں جماع کرے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر بھی نہیں فرمائیں گے۔ (ترمذی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً فِي الدُّبُرِ. (الترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۶۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف (مغفرت و رحمت کی) نظر نہیں فرماتے جو کسی مرد یا عورت کے ساتھ پیچھے کے راستے سے اپنی ضرورت پوری کرے۔

اس لیے اِس سے بچنے کی سخت ضرورت ہے۔

جب بات نکلی ہے تو ایک مسئلہ اور بتلا دوں، جو آیت ابھی میں نے تلاوت کی اس کے اوپر یہ آیت ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ. (البقرۃ:۲۲۲)

ترجمہ: اور وہ (صحابہ) تم سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں (اے نبی!) تم (ان کو جواب میں) کہو کہ: وہ (حیض) تو گندی چیز ہے، سو حیض کی حالت میں تم عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ (عورتیں حیض سے) پوری طرح پاک نہ ہوں وہاں تک (جماع کرنے کے لیے) ان کے پاس مت جاؤ۔

ایامِ حیض میں عورتوں کے ساتھ سلوک

یہ بھی بہت اہم سوال (important question) ہے، حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

different culture, one was the culture of the juwish and second was the culture of the christian

مدینہ میں حیض (m.c) کے بارے میں الگ الگ تہذیب (culture) تھی، یہودی لوگ سمجھتے تھے کہ: جن دنوں میں عورت کو حیض آئے وہ ان دنوں میں جانور کی طرح ہے؛ چناں چہ اس کو گھر میں رکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

یہ بھی غلط طریقہ تھا کہ: گھر کے پیچھے ایک چھوٹا سا کمرہ بناتے تھے، حیض کے دنوں میں عورت کو اس میں بھیج دیتے تھے، اس کے ساتھ رہنا، اس کو چھونا (touch)، اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا، اس کے ہاتھ کا پانی پینا، اس کے ساتھ ایک بستر پر سونا، یہ سب یہودی لوگ حرام سمجھتے تھے، یہ نہایت خطرناک تہذیب (culture) تھی۔

عیسائی تہذیب (Christian culture) یہ تھی کہ وہ لوگ حیض (m.c)

کے دنوں میں عورت کو عام حالات کی طرح (normal) لیتے تھے، جیسے عام حالات میں عورت کے ساتھ جو کرنا ہو کرو، ویسے ہی حیض کے دنوں میں بھی جو کرنا ہو کرو، لہٰذا صحابہ ﷺ نے حضور ﷺ سے سوال کیا۔

آج ہماری کمی ہے کہ ہم علمائے کرام کو، مفتیانِ عظام کو آ کر جو سوال کرنے چاہیے وہ نہیں کرتے۔

حیض کی حالت میں جماع کا حکم

الغرض! صحابہ ﷺ نے سوال کیا کہ:

حیض (m.c) کی حالت (period) میں عورت کے ساتھ کیسے رہنا چاہیے؟

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا:

قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ.

ترجمہ: (اے نبی!) تم (ان کو جواب میں) کہو کہ: وہ (حیض) تو گندی چیز ہے، سو حیض کی حالت میں تم عورتوں سے الگ رہو۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ: جس نے حیض کی حالت میں اپنی عورت سے جماع کیا یا جس نے بیوی کے پچھلے راستے سے ضرورت پوری کی، یا کاہن کے پاس گیا، اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب؛ قرآن کا انکار کیا۔ (ابوداؤد: ۳۹۰۴)

کتنی زبردست رہنمائی (guidelines) فرمائی کہ حیض (m.c) کی حالت میں عورت کے ساتھ جماع (sexual intercourse) نہیں ہونا چاہیے۔

باقی ایک بستر پر سونا، جماع سے بچنے کا اطمینان ہو تو ناف کے اوپر والے حصے اور گھٹنوں کے نیچے والے حصے سے فائدہ اٹھانا بھی جائز ہے۔

اسی طرح اس کے ہاتھ سے پکا ہوا کھانا، اس کے ہاتھ کا پانی پینا، اس کے ساتھ گھر میں رہنا سب جائز ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حیض کے دنوں میں ایک بستر پر سوتے تھے، حضور ﷺ سے زیادہ پاک کون ہوسکتا ہے؟

یہودیوں کے یہاں اتنی سختی تھی کہ پاس سو بھی نہیں سکتے، ساتھ رہ بھی نہیں سکتے؛ جب کہ عیسائیوں کے یہاں اتنی آزادی تھی کہ جماع بھی کر لیتے تھے، ہماری شریعت معتدل شریعت (neutral) ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا۔ (البقرۃ)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا۔

یہود والی سختی بھی نہیں، عیسائیوں جیسی آزادی بھی نہیں۔ یہ ہے اسلام!!!

حیض کے دنوں میں بیوی کے ساتھ ایک لحاف میں سونا

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے لحاف میں تھی، تو مجھے حیض کا احساس ہوا جو عورتیں محسوس کرتی ہیں، تو میں لحاف سے کھسک گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو حیض آ گیا ہے؟

میں نے کہا: مجھے وہی حیض محسوس ہوا جو عورتیں محسوس کیا کرتی ہیں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔ تو میں چادر سے کھسک کر نکل گئی اور اپنی حالت ٹھیک کر کے واپس آ گئی، تو رسول ﷺ نے فرمایا: آؤ! میرے ساتھ لحاف میں داخل ہو جاؤ تو میں آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں داخل ہو گئی۔ (ابن ماجہ شریف، حدیث: ۶۳۷)

نوٹ: جس آدمی کو اپنی ذات پر قابو ہو وہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ حیض کی حالت میں سووے تو کوئی حرج نہیں۔

حیض کے دنوں میں جماع کرنے کی سخت سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حائضہ کے پاس آئے (یعنی اس سے جماع کرے) یا عورت کے پچھلے حصے میں جماع کرے، یا کاہن (JYOTISH) کے پاس جائے اور اس کی باتوں کو سچا جانے، تو اس نے ان چیزوں (شریعت) کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ہیں۔ (ابن ماجہ شریف، حدیث: ۶۳۹)

فائدہ: حدیث میں بتائے گئے تمام اعمال کافر اور نافرمان قوموں کے ہیں، اس کا کرنا حرام ہے۔

حیض کی حالت میں جماع کرنے کا نقصان

حیض (M.C) کی حالت میں بیوی کے ساتھ جماع (intercourse) کرنا حرام ہے، بڑے بڑے حکیموں کی بات ہے کہ: اگر کوئی آدمی حیض کے زمانے میں اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرے اور اس کی وجہ سے حمل (Pregnancy) ٹھہرے تو اس بچے میں جسمانی اعتبار سے کوئی عیب اور نقص ہونے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

اللہ سلامت رکھے! آج بہت سے گھروں میں معذور بچے پیدا ہوتے ہیں، یاد رکھو! معذور بچہ پیدا ہونے کا ایک سبب (reason) یہ بھی ہوسکتا ہے۔

اسی طرح نفاس (بچے کی پیدائش کے بعد آنے والے خون) کے دوران بھی صحبت کرنا حرام ہے۔ یہ آیت کے متعلق کچھ ضروری باتیں ہوئیں۔

مشت زنی (اپنے ہاتھ سے منی نکالنا) (Masturbation) بھی صحیح نہیں ہے

اپنے ہاتھ سے منی نکالنا بھی صحیح نہیں ہے، کتابوں میں لکھا ہے کہ:

ناکح الید ملعون.

ہاتھ سے منی نکالنے والا اللہ کی رحمت سے دور ہے۔

اپنی شرم گاہ کی حفاظت، تنہائی میں بھی نہ کھولیں

حضرت ابن حیدۃؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی شرم کی جگہ حفاظت میں رکھو؛ سوائے اپنی بیوی اور باندی کے (ان کے علاوہ کسی کے سامنے نہ کھولو)، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا تنہائی میں بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ ان سے شرم کی جائے۔ (ترمذی شریف: ۲۷۶۹)

فائدہ: معلوم ہوا تنہائی میں بھی ستر کھولنے سے احتیاط کرنا چاہیے۔

عمل کرنے کے لائق ایک کام

ایک بہت اچھا عمل ہے، حضورِ پاک ﷺ کی بیٹی، جنت کی عورتوں کی سردار: حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا، نکاح کے بعد حضور ﷺ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور ایک خاص (special) عمل کیا، وہ عمل ہر باپ کو کرنا چاہیے، ان شاء اللہ! اس کی برکت پوری زندگی دیکھیں گے، وہ عمل یہ ہے:

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا تو آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: تھوڑا پانی لاؤ؛ چناں چہ وہ ایک لکڑی کے پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوئیں۔

آپ ﷺ نے پیالہ ان سے لے لیا اور ایک گھونٹ پانی منہ مبارک میں لے کر پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا: آگے آؤ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں، تو آپ ﷺ نے ان کے سینے اور سر پر وہ پانی چھڑکا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أُعِيْذُها بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

اور اس کے بعد فرمایا: میری طرف پیٹھ کرو، چناں چہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیٹھ کر کے کھڑی ہو گئیں، تو آپ ﷺ نے باقی پانی بھی یہی دعا پڑھ کر پیٹھ پر چھڑک دیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب رُخ کر کے) فرمایا: پانی لاؤ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں سمجھ گیا جو آپ چاہتے ہیں، چناں چہ میں نے بھی پیالہ پانی کا بھر کر پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگے آؤ! میں آگے آ گیا، آپ ﷺ نے وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے میں کلی کر کے میرے سر اور سینے پر پانی کے چھینٹے دیے، پھر فرمایا: پیٹھ پھیرو، میں پیٹھ پھیر کر کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے پھر وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے میں کلی کر کے میرے مونڈھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیے۔ اس کے بعد فرمایا: اب اپنی دلہن کے پاس جاؤ۔ (از: اصلاح معاشرہ بحوالہ حصن حصین مترجم، ص: ۱۶۴)۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: نکاح کے دن حضور ﷺ عشا کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور برتن میں پانی لے کر اس میں اپنا تھوک مبارک ڈالا اور "قل أعوذ برب الفلق إلخ" اور "قل أعوذ برب الناس إلخ" پڑھ کر دعا کی، پھر

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آگے پیچھے حکم فرمایا کہ: اس کو پئیں اور وضو کریں، پھر دونوں کے لیے طہارت اور آپس میں محبت رہنے کی اور اولاد میں برکت ہونے کی اور خوش نصیبی کی دعا فرمائی اور فرمایا: جاؤ! آرام کرو۔ اگر داماد کا گھر قریب ہو تو یہ عمل کرنا بھی باعثِ برکت ہے۔ (از: اصلاحِ معاشرہ بحوالہ اختری بہشتی زیور: ۶/ ۴۳)

یہ کچھ مشہور موٹے موٹے امور ہائی لائٹ (High Light) میں نے بیان کر دیے؛ اس لیے کہ پوری نکاح والی زندگی کی بات ایک گھنٹے میں پوری نہیں سنا سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ہدیۂ تبریک

میں ''دار الحمد'' کے ذمے داروں کو مبارک باد دیتا ہوں، انھوں نے بہت ہی اہم عنوان (Important Topic) پر یہ آج کا کیمپ (Camp) رکھا۔

صحیح بات ہے کہ مشہور قول کے مطابق پیارے آقا، تاجدارِ مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن آج ہے، اس کو اس انداز کے ایک پروگرام (programme) سے مزین کیا، یہ حقیقی معنیٰ میں بہت اہم کام ہے، جس کی امت کو بہت ضرورت ہے۔

میں آپ کو بھی مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ لوگ پروگرام (programme) میں آئے، اللہ تعالیٰ تمام ہی مجالس کو بے انتہا قبول فرمائے، اپنی رضا و خوشنودی کا ذریعہ بنائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اضافہ

دوسرا باب:

آدابِ معاشرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شادی کے بعد کیسے زندگی گزارے؟

شادی یہ انسان کی ایک ضرورت ہے؛ لیکن شادی کے بعد کس طرح زندگی گزاری جاوے، اس بات کو سیکھنا بھی بہت اہم ہے، عام طور پر بہت سے لوگ شادی میں کیا کھانا پکایا جائے، ہال بک کروانا (Hall Booking)، کپڑے خریدنا وغیرہ امور کی تیاری تقریباً سال دو سال پہلے شروع کر دیا کرتے ہیں!

لیکن ایک شوہر اپنی بیوی کے ساتھ اور ایک بیوی اپنے شوہر کے ساتھ کس طرح زندگی گزارے، اس بات کو سیکھنا بھی بہت اہم وضروری ہے۔

اِس لیے اِس کتاب کو پڑھنا ان شاء اللہ! آپ کے لیے شادی کے بعد دنیا میں اپنی زندگی کو بہترین بنانے کا ذریعہ بنے گا، نیز اِس کے ذریعے آپ کی آخرت وجنت کی زندگی بھی خوش گوار و بہترین ہو جاوے گی۔

دین کا علم سیکھنا ضروری ہے

دین کا علم سیکھنا ضروری اور فرض ہے، اس میں بھی خاص طور پر وہ چیزیں جو ایک انسان کی زندگی میں پیش آنے والی ہوتی ہیں، اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جایا کرتی ہے؛ بلکہ دین کا علم سیکھنا نفل نماز پڑھنے سے بھی افضل ہے۔

دنیا وآخرت میں کامیابی کا ذریعہ

اگر ایک آدمی اندھیری رات میں چراغ اور لائٹ کے بغیر چلتا ہے تو اس کو کسی چیز سے نقصان پہنچنے یا ٹکرا جانے کا خطرہ لگا رہتا ہے؛ لیکن اگر چراغ یا لائٹ ساتھ میں ہے تو ان شاء اللہ! وہ خطرات سے محفوظ رہے گا۔

یہی حال علم کا ہے؛ کیوں کہ علم ایک نور ہے؛ اس لیے اگر ہم علم سیکھ کر اس کے مطابق زندگی گزاریں گے تو اس کی برکت سے ان شاء اللہ! جہنم میں جانے کے خطرات سے محفوظ رہیں گے!

ایک دوسرے کے حقوق (rights) پہچاننے چاہییے

ہر رشتہ، حقوق کی ادائیگی کے ذریعے آگے بڑھتا ہے اور باقی رہتا ہے، دنیا میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ حقوق کے معاملے میں ہر شخص (every person) اپنا حق چاہتا ہے؛ لیکن جب ادائیگی کی باری آتی ہے تو یہی شخص دوسرے کے حقوق ادا کرنا نہیں چاہتا ہے۔

مثال کے طور پر شوہر اپنی بیوی سے اپنا حق تو برابر وصول کرتا ہے؛ لیکن جب اپنی بیوی کا حق ادا کرنے کا موقع آتا ہے تو اس میں کوتاہی کرتا ہے، اسی طرح کبھی بیوی اپنے شوہر کے ساتھ اس طرح کا رویہ اپناتی ہے، شادی کے بعد والی زندگی میں خلل پڑنے کی یہ ایک بہت بڑی وجہ (reason) ہے۔

اس لیے دونوں کے لیے یہ بات بہت ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق پہچان کر اسے ادا کرنے کی کوشش کریں! اس کی برکت سے ان شاء اللہ! شادی کے بعد والی زندگی بہت اچھی طرح گزرے گی۔

بیوی کے حقوق

حقوق کی دو قسم ہیں: (۱) مالی حقوق (۲) جسمانی حقوق۔

پھر مالی حق دو طرح کے ہیں: (۱) بیوی کا مہر (۲) بیوی کا خرچہ۔

بیوی کا مہر

بیوی کا مہر شوہر کے ذمے واجب ہے، نیز بیوی کا مہر اس کے اعزاز واکرام کی نشانی ہے، یہ بیوی کی قیمت ہرگز نہیں ہے؛ اس لیے شریعت نے اِس بات کی تعلیم دی ہے کہ مہر اتنا مقرر کیا جاوے جو شوہر کی استطاعت (capicity) کے مطابق ہو، اگر شوہر کی استطاعت ہو تو مہرِ فاطمی مقرر کیا جاوے، جس کی مقدار ۱۵۳۱ ر گرام چاندی ہوتی ہے؛ لیکن اس میں یہ خیال رکھا جاوے کہ جس دن نکاح ہو، اس دن کی قیمت کے بارے میں سنار سے پوچھ لیا جاوے۔

دوسری طرف مہر اتنا کم بھی نہ ہو کہ بیوی کے اعزاز واکرام کے خلاف ہو، بعض جگہوں پر تو مہر میں اتنی کم مقدار ادا کی جاتی ہے، جس سے ایک بکری جیسا معمولی جانور بھی نہیں خریدا جاسکتا ہے!

مہر خوشی خوشی ادا کرنا چاہیے

مہر کے بارے میں قرآنِ پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ﴿۴﴾ (النساء:۴)

ترجمہ: اور تم عورتوں کو ان کا مہر (دل کی) خوشی سے ادا کردیا کرو پھر اگر وہ (عورتیں) خودخوشی سے اس (مہر) کا کچھ حصہ تمھارے لیے چھوڑ دیویں تو تم اس کو خوش گواری اور مزے سے کھاؤ۔

اِس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا مہر خوشی خوشی ادا کرنا چاہیے۔

قرآنِ کریم میں اِس جگہ ''صَدُقَة'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، جو ''صِدق'' (سچائی) سے بنا ہے، شاید اس میں اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ: شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ سچی محبت ہے، یہ مہر اس بات کی علامت ونشانی بنتا ہے۔

بیوی کا خرچہ

خرچے میں تین چیزیں ہیں:

① کھانا-پینا ② رہنے کا انتظام ③ کپڑے کا انتظام۔

اِن تین چیزوں کے بارے میں شریعتِ مطہرہ نے اپنا کوئی اصول مقرر نہیں کیا ہے؛ بلکہ شوہر اپنی حیثیت کے مطابق ان چیزوں میں اپنی بیوی پر خرچ کر سکتا ہے۔

فائدہ: شوہر کے لیے اچھی بات اور مستحب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو الگ سے جیب خرچ (pocket money) بھی دیا کرے؛ تاکہ وہ اپنے کسی الگ، جائز کام میں خرچ کرنا چاہے تو کر سکے۔

بیوی مال دار ہو تب بھی خرچہ واجب ہے

بیوی کا مالی خرچہ ایک ایسی ذمے داری ہے کہ بیوی چاہے کتنی ہی مال دار ہو؛ لیکن اس کا مہر ادا کرنا، اس کا نفقہ ادا کرنا، ہر حال میں شوہر پر لازم وضروری ہے۔

اولاد کا خرچہ

اولاد میں جو نرینہ اولاد (لڑکے) ہیں، ان کے بارے میں شریعت کا یہ حکم ہے کہ: وہ جب تک کمائی کے قابل نہ ہو جاویں، وہاں تک ان کے خرچے کی ذمّے داری ان کے باپ پر ہے۔ اور لڑکیوں کا خرچہ شادی ہونے تک ان کے باپ کے ذمے ہے۔

عورت اور گھر کے باہر کے کام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مختلف مخلوق کو الگ الگ کاموں کے لیے پیدا فرمایا ہے، جس کو جو کام سپرد کیا گیا اسی کو وہ کام مناسب اور اچھا لگتا ہے۔

مثال کے طور پر ٹوپی ہے، اس کی بناوٹ سر پر پہننے کے لیے ہوتی ہے؛ اس لیے اگر کوئی اسے پیر میں پہنے تو لوگ اسے "پاگل" کہیں گے، گلاس پانی پینے کے لیے؛ لیکن کوئی اسے تھوکنے کے لیے استعمال کرے اور اگال دان کو پانی پینے کے لیے استعمال کرے تو لوگ اسے بے وقوف کہیں گے۔

اسی طرح عورت کو اللہ تعالیٰ نے گھریلو کام کاج کے لیے پیدا فرمایا ہے، قرآنِ کریم میں ہے:

وَقَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ: اور (اے ایمان والی عورتو!) تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح (پرائے مردوں کو) اپنا بناؤ سنگھار (یعنی میک اپ) دکھلاتی مت پھرو اور تم نماز قائم کرتی رہو اور تم زکوۃ دیتی رہو اور تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو، اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ (ہر قسم کی) گندگی تم سے دور رکھیں اور تم کو پورا پاک صاف رکھیں۔

اب اگر کوئی گھر کے باہر کے کام بھی عورت سے کرواوے تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے

مقصد اور اس کے فرمان کے خلاف بات ہوگی۔

ہاں! لیکن گھر سے باہر نکلنے کے لیے آخری درجے کی مجبوری ہے تو الگ بات ہے، جیسے حضرت شعیب علیہ السلام کی دو بیٹی کا معاملہ تھا، قرآنِ مجید میں:

وَلَمَّا وَرَدَ مَاۤءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۠ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ۫ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ (القصص:۲۳)

ترجمہ: اور جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) مدین کے کنویں پر پہنچے تو اس پر لوگوں کے ایک مجمع کو دیکھا کہ وہ لوگ (کنویں سے پانی کھینچ کر اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان (پانی پلانے والوں میں) سے ایک طرف دو عورتوں کو دیکھا جو (اپنے) جانوروں کو روکے ہوئے کھڑی تھیں، تو اس (موسیٰ علیہ السلام) نے (ان دونوں عورتوں سے) پوچھا کہ: تمھارا کیا حال ہے؟ ان دونوں (عورتوں) نے جواب دیا: جب تک (یہ) چرواہے (اپنے جانور پانی پلاکر) واپس نہ لے جاویں ہم (اس وقت تک اپنے جانوروں کو) پانی نہیں پلاسکتیں اور ہمارے ابا تو بہت بوڑھے ہیں۔

عورت اور پردہ

① دنیا میں عام طور پر جب کسی کے پاس کوئی قیمتی چیز آتی ہے تو وہ لوگوں کو دکھاتا نہیں پھرتا ہے؛ بلکہ اس کو انتہائی محفوظ جگہ میں رکھنے کا انتظام کرتا ہے۔

اسی طرح ہماری عورتیں ہمارے لیے بڑی قیمتی نعمت ہے؛ اس لیے اسے پردہ کرانا چاہیے۔

② پردے میں عورت کی عزت وآبرو کی حفاظت ہے۔

خوب صورت چیزوں کو چھپایا جاتا ہے

کعبہ شریف کو دیکھ لو، یہ اللہ تعالیٰ کا مبارک گھر ہے؛ لیکن اس پر بھی غلاف چڑھایا جاتا ہے، قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی معزز کتاب ہے، اس پر بھی ہم ورق چڑھاتے ہیں، کپڑے میں لپیٹ لیتے ہیں اور اسی میں اس کا اکرام ہے۔

اسی طرح عورت جیسی ایک مقدس، عصمت وعفت والی چیز پر پردہ لگا ہوا ہوگا، تو اس میں ہی اس کی عزت واکرام ہے!

پردہ اور آزادی

آج لوگ یوں کہنے لگے ہیں کہ: عورتوں کی آزادی بے پردہ رہنے میں ہے، ان سے پردہ کروا کے ان کی آزادی چھین لی جاتی ہے؛ حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ عورت سے پردہ کروانے میں اس کی عصمت وپاک دامنی کی حفاظت ہے۔

جو نالی کے گندے کیڑے جیسے ہوتے ہیں، وہ اپنا ناپاک مقصد پورا کرنے کی خاطر، اپنی شہوت کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کی آزادی کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں۔

عورتوں کے حقوق تو وہی ہیں، جو آپ اِس کتاب میں پڑھ رہے ہیں، ان ہی میں عورتوں کی عزت وعصمت کی حفاظت ہے۔

اِس سلسلے میں ایک عبرت ناک بات

ایک غیر مسلم مرد اپنے گھر والوں کے ساتھ کسی جگہ تفریح کے لیے نکلا تھا، اس کے ساتھ اس کی نوجوان لڑکیاں تھیں؛ چناں چہ کچھ اوباش قسم کے نوجوان لڑکے بھی

وہاں موجود تھے، وہ ان لڑکیوں کی طرف گندی نظر سے دیکھنے لگے اور چھیڑنے لگے۔
اسی موقع پر وہاں ایک مسلمان باپردہ فیملی بھی موجود تھی، تو وہ غیر مسلم-جس کے ساتھ اس کی بیٹیاں تھیں-اس مسلمان مرد سے کہنے لگا: آپ کا مذہب کتنا اچھا ہے! اس میں پردے کی ایسی تعلیم ہے، جس کی وجہ سے کوئی تمھاری لڑکیوں کو چھیڑ نہیں سکتا ہے۔
دوسری طرف میں سگا باپ ہوں، میرے ساتھ میری بیٹیاں ہیں، میری بیٹیوں کو میرے سامنے چھیڑا جا رہا ہے؛ لیکن میں ان اوباش کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوں!
دیکھیے! یہ ہے بے پردگی کا نقصان اور پردہ کرنے کا فائدہ!

مزاج کا اختلاف

میاں بیوی دونوں کا مزاج ہر چیز میں ایک جیسا ہو، یہ ہرگز ضروری نہیں ہے؛ لیکن مزاج کے اختلاف کے باوجود صحیح سلامت طریقے پر، خوش گوار زندگی گزارنا، یہ کمال کی بات ہے، قرآنِ پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۠ (البقرۃ:۲۱۶)

ترجمہ: اور ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کو تم پسند نہ کرو؛ حالاں کہ وہ چیز تمھارے لیے بہتر ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو؛ حالاں کہ وہ چیز تمھارے لیے بری ہو، اور (ہر چیز کی حقیقت) اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم لوگ جانتے نہیں ہو۔

اسی طرح دوسری ایک آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ (النساء)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمھارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں (کے مال یا جان) کو زبردستی میراث میں لے لو اور نہ اس غرض سے تم ان (عورتوں) کو روکے رکھو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہو اس کا کچھ حصہ واپس لے لو؛ مگر یہ کہ وہ (عورتیں) کھلی بے حیائی کا کام کریں اور تم ان (عورتوں) کے ساتھ حسنِ سلوک سے زندگی بسر کرو، سو اگر تم ان (عورتوں) کو ناپسند کرو تو ایسا ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ساری بھلائی رکھ دیوے۔

فائدہ: دنیا میں بہت ساری چیزیں انسان کو پسند نہیں ہیں، پھر بھی اس میں خیر سمجھ کر آدمی اس کو استعمال کرتا ہے، جیسے: کڑوی دوا۔

بیوی میں واقعی اللہ تعالیٰ نے خیر اور بھلائی رکھی ہے، اگر اس میں کوئی چیز ناگوار ہو تو بھی اس کو نبھا لو اور چلا لو۔

آیت میں جو ''فاحشة مبينة'' کا لفظ ہے اس سے مراد:

(۱) شوہر کی نافرمانی (۲) بدزبانی (۳) زنا (۴) بے حیائی۔ (از: تیسیر القرآن)

رفیقِ حیات (life partner) کیسا ہو؟

شادی کے بعد میاں- بیوی دونوں زندگی کے سفر میں ایک دوسرے کے ساتھی بن جاتے ہیں؛ اسی لیے تو ہمارے معاشرے میں دونوں کو ''رفیقِ حیات'' (life partner) کہا جاتا ہے۔

دونوں کا یہ سفر بہت لمبا ہے، اس میں اونچ نیچ بھی آسکتی ہے؛ اس لیے ہمیں اس طرح سفر طے کرنا ہے کہ شوہر؛ دینی و دنیوی اعتبار سے کامیاب شوہر بننے کی کوشش کرے اور بیوی بھی دونوں اعتبار سے کامیاب بیوی بننے کی کوشش کرے۔

ایک دوسرے کی تین ذمے داریاں

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے شوہر کے ذمّے اپنی بیوی کے حقوق، اور بیوی کے ذمّے شوہر کے حقوق، فرائض اور جو ذمّے داریاں ہیں، ان کو بڑے اہتمام سے ادا کیا جاوے۔

(۲) دونوں ایک دوسرے کے لیے قربانی دینے والے بنیں۔

(۳) ایثار؛ یعنی اپنا حق چھوڑ کر یا اس میں کمی کر کے دوسرے کا حق ادا کرنے یا زیادہ دینے کی کوشش کریں۔

اِس کی برکت سے ان شاء اللہ! دونوں میں آپس میں محبت و مودت بڑھے گی۔

بیوی کو دیکھنے کا نظریہ

عام طور پر ہمارے یہاں اس طرح کا مزاج ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے سے نیچا اور حقیر سمجھتا ہے، بنیادی طور یہ سوچ ہی غلط ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے شوہر کو اپنی بیوی پر ایک درجہ فضیلت ضرور عطا فرمائی ہے، جیسے کلامِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٨﴾ (البقرۃ:۲۲۸)

ترجمہ: اور مردوں کو ان (عورتوں) پر ایک درجہ (فضیلت) حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست، بڑی حکمت کے مالک ہیں۔

لیکن اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنی بیوی کو اپنے سے کمتر سمجھیں۔

نیز ہمارے معاشرے میں عام طور پر بیوی عمر میں شوہر سے چھوٹی ہوا کرتی ہے؛ لیکن پھر بھی شوہر کو اپنی بیوی کے بارے میں یہ حدیث شریف ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا. (ابوداود، باب في الرحمة، رقم الحديث: ۴۹۴۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حاصل یہ کہ جب بیوی کو آپ چھوٹا مان رہے ہو؛ چاہے شوہر کو جو ایک درجہ فضیلت ہے اس کے اعتبار سے یا عمر میں چھوٹی ہونے کے لحاظ سے، تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ساتھ رحم کا معاملہ کیا جاوے۔

شوہر کو دیکھنے کا نظریہ

عام طور پر ہمارے معاشرے کی ایک خوبی یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو بڑا مانتی ہے اور یہی بات قرآنِ کریم اور حدیث شریف سے ظاہر بھی ہوتی ہے؛ جیسا کہ اوپر "سورۂ بقرۃ" کی آیتِ کریمہ گزری۔

حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷜ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. (الترمذي، رقم الحديث: ۱۱۵۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو یہ حکم دیتا کہ: تم اپنے شوہروں کے سامنے سجدہ کیا کرو!

چناں چہ جب بیوی اپنے شوہر کو بڑا سمجھتی ہے تو اسے بھی "ابوداوٗد" شریف کی اوپر مذکورہ روایت: جس میں اِس بات کا بھی تذکرہ ہے کہ "جو ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں سے نہیں ہے"، یاد رکھنا چاہیے!

شادی کے بعد والی زندگی میں تلخی (خلل) پیدا ہونے کا ایک سبب

میاں بیوی کی اچھی زندگی گزرنے کے لیے ایک بہت اہم پہلو یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو وقت دیوے اور بیوی بھی اپنے شوہر کو وقت دیوے، اگر ایسا نہیں کیا گیا تو ممکن ہے کہ یہیں سے شادی کے بعد والی زندگی میں لڑائی- جھگڑے کی شروعات ہوجاوے۔

آج بہت سارے لوگوں کا مزاج ایسا بن چکا ہے کہ وہ لوگ صرف کھانے، نہانے اور استنجے کے لیے ہی اپنے گھر میں آیا کرتے ہیں؛ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ کھانے کے بعد تو کلی بھی گھر سے باہر جا کر کرتے ہیں! ایسی زندگی گزارنے سے شادی کے بعد والی زندگی میں تلخیاں پیدا ہوتی ہیں۔

تو میاں- بیوی کے آپس میں ایک دوسرے کو وقت نہ دینے کی وجہ سے نکاح، طلاق میں بدل جانے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

ایک درد بھرا واقعہ

ہماری متعلقین میں سے ایک جوڑے (couple) نے ایک درد بھری داستان

سنائی کہ: مفتی صاحب! آج ڈیڑھ سال کا زمانہ گزر گیا ہے، ہم میاں - بیوی دونوں ایک کمرے میں ساتھ سوتے ہیں؛ لیکن ڈیڑھ سال سے ہم کمرے میں ایک دوسرے سے ملے نہیں ہیں!

وجہ یہ ہے کہ شوہر رات میں کمرے میں آ کر اپنے موبائل میں مشغول ہو جاتا تھا، بیوی بھی کمرے میں آ کر اپنے الگ موبائل میں مشغول ہو جاتی تھی، پھر نیند آنے پر ہر ایک اپنے طور پر موبائل رکھ کر سو جاتا ہے، صبح اٹھنے کے بعد ملازمت (Job) کے چکّر میں پڑ جاتے ہیں، بالآخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کے درمیان طلاق ہو گئی!

شوہر کے گھر میں داخل ہونے کے آداب

① شوہر جب گھر میں داخل ہو تو پہلے گھنٹی (door ball) بجایا کرے۔

② آتے ہی بیوی سے سلام کرے۔

③ بیوی کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔

④ بیوی بھی شوہر کو دیکھ کر مسکرائے۔

⑤ گھر میں آتے ہی مسواک کر لے؛ تا کہ بیوی سے بوس و کنار کرنا ہو تو بدبو کی وجہ سے اس کو کوئی تکلیف نہ ہو، یہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی سنت ہے۔ (المسلم: ۲۵۳)

گھر میں آتے ہی ہونے والی غلطیاں

بہت سے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ گھر میں آتے ہی نہ سلام، نہ کلام؛ بلکہ سیدھے ہی بیوی کو آرڈر دینا شروع کر دیتے ہیں: ایسا کرو! ویسا کرو! ساتھ ہی ہاتھ میں موبائل ہوتا ہے، جس میں وہ مشغول ہوتے ہیں، یہ بہت بری عادت ہے!

اس سے اختلاف اور جھگڑے کا بڑا خطرہ رہتا ہے۔

دوسری طرف شوہر کے گھر میں آتے ہی بیوی اسے اپنے دکھڑے سنانے لگ جاتی ہے، یہ بھی غلط بات ہے؛ بلکہ اسے چاہیے کہ اس کا شوہر جو باہر سے تھکا ہارا آیا ہے، اسے راحت پہنچانے کی کوشش کرے اور قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس کی جو صفت بیان کی ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ (الروم)

ترجمہ: اور اس (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمھارے (فائدے کے) لیے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں؛ تاکہ تم ان کے پاس جا کر سکون (یعنی چین) حاصل کرو اور اس نے تمھارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت اور رحمت (یعنی ہمدردی) کے جذبات پیدا کر دیے، یقیناً اس میں جو لوگ دھیان کرتے ہیں ایسی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

واقعی طور پر اس آیت کا مصداق بنے!

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت

حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ. (الترمذی، ابواب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: ۲۳۹۰)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ: میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے (قیامت کے دن) ایسے نور کے منبروں پر ہوں گے، جس کی وجہ سے انبیا اور شہدا بھی ان پر رشک فرمائیں گے۔

جب دوسرے ایمان والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت کرنے کی اتنی بڑی فضیلت ہے تو اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ اللہ کے واسطے محبت کرے گا، تو یقیناً اس کا ثواب بڑھ ہی جاوے گا!

اللہ واسطے محبت بتلا دینا چاہیے

حدیث شریف میں ہے کہ: اگر کسی کو کسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت ہو تو سامنے والے کو بتلا دینا چاہیے۔ (ترمذی شریف: ۲۳۹۲)

اب جب شوہر کو اپنی بیوی سے یا بیوی کو اپنے شوہر سے اللہ واسطے محبت ہو تو ایک دوسرے کو بتلا دینا چاہیے کہ: میں تجھ سے اللہ کے واسطے محبت کرتا ہوں یا کرتی ہوں!

اِس کا فائدہ یہ ہوگا کہ دونوں کے درمیان مودت ومحبت بڑھے گی، نیز اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے یہاں جو اجر وثواب ہے، وہ بھی حاصل ہوگا!

اچھے اخلاق

شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آیا کرے۔

ایک مرتبہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ: جنت میں جانے کے لیے زیادہ تر سبب کونسی چیز بنا کرتی ہے؟

اس کے جواب میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اچھے اخلاق اختیار کرنا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اچھے اخلاق کس کو کہتے ہیں؟

اِس بارے میں جلیل القدر تابعی: حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ:

اچھے اخلاق:

① لوگوں کے ساتھ خوش مزاجی، کھلے دل اور مسکراتے چہرے کے ساتھ پیش آنا، یہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی مبارک سنت ہے؛ اس لیے سخت مزاجی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

② لوگوں پر احسان کرنا؛ چاہے جانی اعتبار سے ہو یا مالی لحاظ سے، مطلب یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے کام آئے۔

③ تکلیف دینے سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

بعض علما نے اس میں ان چیزوں کو بھی شامل فرمایا ہے:

④ لوگوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

⑤ لوگوں کے متعلق رحم کا جذبہ ہو۔

(کہلانے والی) ایک غلط بہادری کا قصہ اور اس پر اصلاح

ایک مرتبہ ایک صاحب بڑے فخر کے طور پر یہ بات کہنے لگے کہ: میں جب اپنے گھر میں داخل ہوتا ہوں، اس وقت میری بیوی اور بچوں میں سے کسی کی یہ ہمت نہیں ہوتی ہے کہ وہ میرے ساتھ آنکھ اٹھا کر بات کریں اور میرے حکم کی خلاف ورزی کریں۔

گویا وہ اس جملے کے ذریعے اپنی بہادری و مردانگی کا اظہار کر رہا تھا۔

اس کے خاموش ہونے کے بعد ایک اللہ والے اس سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے: جناب! آپ نے ابھی جو اپنی خوبی بیان کی، وہ کسی جنگلی جانور کی صفت و خوبی تو ہو سکتی ہے؛ مگر کسی انسان کی خوبی نہیں ہو سکتی ہے!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے گھر والوں کے ساتھ رویہ

اس لیے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ماں عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی گھر میں تشریف لاتے تھے، ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

پھر آگے فرماتی ہیں کہ: میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اتنا لمبا زمانہ رہی؛ مگر کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر غصے نہیں ہوئے۔

یہ فرما کر وہ بزرگ کہنے لگے: ایک شوہر کو اپنے گھر والوں کے ساتھ اسی طرح زندگی گزارنی چاہیے۔

انوکھے میاں بیوی کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الحیؒ عارفیؒ - جو کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ تھے- ان کی بیوی خود فرماتی ہیں کہ: ہماری شادی ہوئے پچپن سال گزر چکے ہیں؛ مگر کبھی میرے شوہر اپنے گھر والوں پر غصہ نہیں ہوئے اور کبھی اپنے گھر والوں سے لہجہ بدل کر بات کرنے کا موقع نہیں آیا۔

یہ ایک کرامت ہے

آج لوگ دنیا میں کرامت اس بات کو سمجھتے ہیں کہ: کوئی ہوا میں اڑ کر یا پھر آگ یا پانی پر چل کر دکھلاوے؛ لیکن حقیقت میں یہ کرامت کی بات ہے کہ انسان اپنی ازدواجی زندگی اچھی طرح گزارے، اپنے گھر والوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آوے۔

آگے ان کی بیوی مزید فرماتی ہیں کہ: حضرت نے پوری زندگی میں مجھے کبھی کسی کام کے کرنے کے متعلق حکم نہیں دیا کہ: فلاں کام کرلو! ہاں اگر میں اپنی خوشی ورغبت سے کوئی کام کرتی تھی تو اس کو منظور وقبول فرمالیا کرتے تھے۔

اندازہ لگائیے! کیسی انوکھی میاں بیوی کی یہ زندگی تھی!

حضرت نبئ کریم ﷺ نے اپنی پاک بیویوں کے ساتھ کیسے محبت کی!!

ایک شوہر اپنی بیوی کے ساتھ کیسے محبت کرے؟ وہ حضرت نبئ کریم ﷺ نے ہمیں اپنے ارشاداتِ عالیہ سے بیان بھی فرمایا اور عملاً کر کے بھی دکھلایا۔

شوہر کو بھی بیوی کے ساتھ اچھی طرح رہنا چاہیے

جس طرح شوہر یہ چاہتا ہے کہ بیوی اس کے ساتھ ایسے رہے جس سے شوہر کا دل خوش ہو، اسی طرح شوہر کو بھی بیوی کے سامنے اچھی طرح رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا روشن چہرہ عطا فرمایا تھا کہ بعض ازواجِ مطہرات

آپ ﷺ کے چہرے کی روشنی میں سوئی میں دھاگا بھی پرولیا کرتی تھیں۔ (خصائص الکبریٰ: ۱/۱۰۹)

اس کے باوجود بھی آپ ﷺ زلفِ مبارک (بال) میں تیل لگانے اور کنگھی کرنے کا اہتمام فرماتے، داڑھی مبارک میں بھی کنگھی کرتے، صاف ستھرے کپڑے پہنتے، کبھی کبھی قیمتی لباس بھی پہنتے؛ حالاں کہ آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو بھی مشک سے زیادہ تھی؛ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ عطر کو بھی زیادہ تر استعمال کرتے اور مسواک کا بھی خاص اہتمام فرماتے۔

یہ سب چیزیں اِس بات کی نشانی ہیں کہ شوہر کو بھی بیوی کے سامنے اپنے آپ کو ٹھیک ٹھاک رکھنا چاہیے۔

کھانے پینے میں بھی محبت کا اظہار

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں حیض کی حالت میں ہڈی چوستی تھی، پھر رسول اللہ ﷺ اسے لیتے اور اپنا منہ وہیں رکھتے جہاں میں نے رکھا ہوتا (اسی جگہ سے ہڈی چوستے جہاں سے میں نے ہڈی کو چوسا ہوتا) اور میں جس برتن سے پانی پیتی تھی، آپ ﷺ اسے لیتے اور اپنا منہ وہیں رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پانی پینے کی جگہ سے آپ ﷺ پانی پیتے تھے)؛ حالاں کہ میں کبھی کبھی حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ (ابن ماجہ شریف، حدیث: ۶۴۳)

فائدہ: اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ:

① میاں بیوی کا ایک ہی برتن سے پینا یہ بھی آپسی محبت کو بڑھانے کا ذریعہ ہے

اور محبت کی نشانی بھی ہے۔

② بیوی کی دل جوئی کے لیے اس کی چوسی ہوئی ہڈی وغیرہ کو چوسنا یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

③ کھانا روزانہ کا کام ہے؛ لیکن اس میں بھی محبت کو ظاہر فرما رہے ہیں، آپ ﷺ محبت کی کس قدر اعلیٰ ترین عملی دعوت امت کو دے کر گئے ہیں۔

حیض کی حالت میں بھی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک

حضرت نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سلاتے تھے؛ حالاں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حیض کی حالت میں ہوتی تھیں۔

جب آپ ﷺ مسجد میں معتکف ہوتے تھے تو آپ ﷺ مسجد سے سر نکالتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حیض کی حالت میں باہر سے سر مبارک دھودیا کرتی تھیں۔ (بخاری شریف)

فائدہ: ① میاں بیوی میں اعلیٰ درجے کی محبت ہونی چاہیے اس کا اہم ترین سبق اس حدیث میں ہے۔

② عورت حیض کی حالت میں ہو تو اس سے گھن اور نفرت نہیں کرنی چاہیے۔

③ بس! حیض کی حالت میں جماع نہ کرے؛ چوں کہ وہ حرام اور گناہ کا کام ہے۔

بیوی کی گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت کرنا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی، اور حضرت نبی کریم ﷺ میری گود میں اپنا سر مبارک رکھتے، اور قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ شریف، حدیث: ۶۳۴)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ:

① حیض کی حالت میں عورت قرآن کی تلاوت سن سکتی ہے۔

② حائضہ کا ظاہری بدن پاک ہوتا ہے۔

③ بیوی کے ساتھ اِس طرح محبت میں گھل مل کر بیٹھے اور پھر اس حال میں قرآن کی تلاوت بھی کرے تو کتنا پیارا منظر معلوم ہو!!

حیض کی حالت میں میاں بیوی کیا کیا کر سکتے ہیں؟

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت کا حاصل یہ ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی چادر میں سوتے تھے؛ حالاں کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی، نیز حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو بوسہ دیتے تھے؛ حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے کی حالت میں ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے۔ (بخاری: ۳۲۲)

فائدہ: حیض کی حالت میں بیوی کے پاس سونا، روزے کی حالت میں بوسہ دینا، اور جنابت کی حالت میں میاں بیوی کا ایک ہی برتن سے غسل کرنا؛ جاہلیت میں ان تمام کاموں کو برا سمجھا جاتا تھا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام کا خاتمہ کیا اور حسنِ معاشرت کا اعلی سبق پوری امت کو عطا فرمایا۔

شوہر کا اپنے ہاتھوں سے بیوی کو لقمہ کھلانا

ہمارے روزمرہ کے معمولات اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری تعلیمات کے مطابق ہوتے ہیں تو یہ معمولات عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خوش گوار، پیار بھری زندگی جینے کا سبب بھی بن جاتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم جو بھی خرچ کروگے، اس پر اجر پاؤ گے؛ یہاں تک کہ جو لقمہ بیوی کے منہ میں رکھو گے اس میں بھی اجر ہے۔ (نسائی شریف، حدیث نمبر:۹۱۸٦)

فائدہ: اِس حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے بیوی پر خرچ کرنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ سے اس کو لقمہ کھلانے کی بھی ترغیب دی، ظاہر ہے! ایک لقمے سے بیوی کا پیٹ تو نہیں بھر سکتا؛ لیکن اس کے دل کو ضرور بھر دے گا اور محبت کا یہ ایک لقمہ بیوی کے دل ودماغ کو سکون پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔

میاں بیوی کے درمیان کیسے بے تکلفانہ تعلقات ہوں

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک رات حضرت نبیٔ کریم ﷺ بقیع قبرستان سے لوٹ کر تشریف لائے، اس وقت میرے سر میں بہت سخت درد ہو رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر! تو حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: بلکہ اے عائشہ! میرا سر!

پھر حضور ﷺ نے (بے تکلفی میں) ارشاد فرمایا: تجھے کیا تکلیف ہے! اگر تو مجھ سے پہلے مرگئی تو میں تجھے غسل دوں گا، کفن پہناؤں گا، تیری جنازے کی نماز پڑھوں گا اور دفن کروں گا۔ (رواہ ابن ماجہ)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ:

① اِس سے اندازہ لگائیے کہ میاں بیوی کی آپس کی بات چیت کیسی ہوتی ہے، اللہ کے نبی ﷺ اتنے اونچے مقام پر ہونے کے باوجود اپنی پیاری بیوی کے ساتھ کیسے

بے تکلف انداز میں بات کر رہے ہیں!

(۲) شوہر بیوی کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: میرا سر درد کر رہا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ: میرا سر درد کر رہا ہے۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی تکلیف دکھا رہی تھی تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے زیادہ مجھے تکلیف ہے۔

معلوم ہوا کہ: شوہر بیوی کو ایسے موقع (یعنی بیماری، تکلیف، الجھن وغیرہ) کے اوپر ہمت اور حوصلہ دلا دے۔

نوٹ: (۱) حنفیہ کے نزدیک شوہر کے انتقال کے بعد بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ کوئی اور غسل دینے والا مرد موجود نہ ہو؛ اس لیے کہ شوہر کے انتقال کے بعد بھی عدت تک نکاح (کے اثرات) باقی ہے۔

(۲) حنفیہ کے نزدیک شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔

نوٹ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض حدیثوں میں اپنی بیوی کو غسل دینے کا تذکرہ ملتا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ الگ تھا؛ چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی کسی سے نکاح نہیں کر سکتی تھیں؛ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح، وفات کے بعد بھی باقی سمجھے گئے؛ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غسل کی بات فرمائی۔

بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کا ایک نرالا انداز

انسان کی یہ فطرت ہے کہ اگر اس کی تعریف کی جائے یا اس سے محبت کو ظاہر کیا

جائے تو انسان کو اس سے خوشی ہوتی ہے، خاص کر اگر شوہر اپنی بیوی کی تعریف کرے تو یہ اس کے لیے بہت ہی قیمتی سوغات اور تحفہ ہوتا ہے، جس سے بیوی کو ایسا لگتا ہے کہ اس کی محنت وصول ہوگئی، خود آپ ﷺ اپنی بیویوں کے لیے تعریفی کلمات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔ (بخاری: ۳۷۷۰)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جیسے تمام کھانوں میں ثرید عمدہ ہوتا ہے، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں میں بہترین عورت ہے۔

فائدہ: اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ:

① بیوی کے سامنے اس کی خوبیوں کا بھی تذکرہ کرنا چاہیے۔

② بیوی کے سامنے اپنی محبت کو بھی ظاہر کرنا چاہیے۔

نوٹ: ثرید (Tharid): یعنی روٹی کے ٹکڑوں کو سالن میں بھگو کر کھانا، یہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھا۔

ثرید بنانے کا طریقہ

گوشت کے شوربے میں روٹی کے بھیگے ہوئے ٹکڑے ڈالنے سے ثرید بن جاتا ہے؛ چاہے ٹکڑوں کو شوربے میں ڈال کر پکایا جائے، یا ایسے ہی شوربے میں روٹی توڑ کر بھگو دی جائے۔

ثرید کے ٹکڑے پیٹ کے لیے مفید ہیں، آسانی سے ہضم ہو جاتے ہیں، نگلنا بھی

آسان ہوتا ہے، جلدی تیار ہو جاتا ہے، لذیذ بھی ہوتا ہے اور طاقت بھی پہنچاتا ہے۔

چکولیا: ہمارے یہاں شمالی گجرات کے علاقے میں تُور کی پھلی (તુવરની શીંગ)، گوشت اور روٹی کے ٹکڑوں کو ملا کر پکایا جاتا ہے، اس کو "چکولیا" کہتے ہیں، یہ بھی ثرید کی ایک شکل ہے۔

دال ڈھوکری (દાળ-ઢોકળી): ہمارے شمالی گجرات کے علاقے میں دال ڈھوکری ایک پکوان (Dish) ہے، روٹی کے (تازے یا باسی) ٹکڑے پتلی دال میں ڈال دیے جاتے ہیں، جب یہ روٹی نرم ہو جائے تو اپنے اپنے ذائقے کے حساب سے مصالحہ وغیرہ ڈال کر تھوڑی دیر پکا دیا جائے۔ یہ بھی ثرید کی ایک قسم ہے۔

نوٹ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے مزید پسندیدہ کھانوں کی تفصیل ہماری دوسری کتاب "تعلیم الدین (بنین)" چھٹا حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

لوگوں کے سامنے اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کرنا

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر آپ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ: آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ سے۔ (بخاری شریف: ۳۶۶۲)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ: اگر کوئی شخص لوگوں کے درمیان اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بیوی کو اصلی نام کے علاوہ دوسرے نام سے پکارنا

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے "حُمَیرا"!

فائدہ: اِس روایت میں اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو "حُمَیْرَ ا" کہہ کر پکارا، معلوم ہوا اپنی بیوی کو اصلی نام کے علاوہ اس کی خوبی والے نام سے بھی پکار سکتے ہیں، اس سے بھی محبت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

حُمرۃ: اُس سفیدی کو کہتے ہیں جس میں سرخی ملی ہوئی ہو۔ جس کو ہم "گوری" کہہ سکتے ہیں۔

بیوی کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا جس سے محبت کا اظہار ہو

حضرت نبیٔ کریم ﷺ وقتاً فوقتاً اپنے سلوک کے ذریعے بھی محبت کا احساس دلاتے تھے؛ چناں چہ آپ ﷺ بعض دفعہ اپنی کم عمر زوجۂ مطہرہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیار سے "یا عائش" کہتے تھے۔ (مسلم، کتاب الفضائل، حدیث: ۲۴۴۷)

بیوی کو اچھے نام سے بلانا یہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی سنت ہے

بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک طویل روایت میں ہے کہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک بچی کو حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے پاس بھیجا اور بھیجتے وقت فرمایا کہ: جا کر حضور ﷺ کے بازو میں کھڑی ہو جاؤ؛ یعنی جب تک آپ ﷺ نماز میں مشغول ہوں وہاں تک کوئی بات نہ پوچھنا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ بات پوچھ کر آنا۔

حضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کتنے اچھے الفاظ میں خطاب فرمایا:

يَاابْنَةَ أَبِي أُمَيَّةَ! (البخاری، رقم الحدیث: ۱۲۳۳) ترجمہ: اے ابوامیہ کی بیٹی!

"ابواُمیہ" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ہے، والد کی طرف نسبت کر کے

آپ ﷺ نے ان کو بلایا، اتنے پیارے الفاظ کے ذریعے اپنی زوجۂ محترمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو خطاب فرمایا۔

فائدہ: اِس حدیث شریف سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ:

① اپنی بیوی کو اچھے لقب سے بلانا یہ بھی نبی ﷺ کی سنت ہے، جیسے بیوی کو اپنے خاندان اور والد کی طرف نسبت کر کے اچھے انداز میں بلایا جائے۔

② چھوٹے بچوں کو بڑے لوگوں کے پاس جانے کے آداب معلوم نہیں ہوتے ہیں؛ اس لیے ان کو آداب سکھلانا چاہیے، یہ بھی اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔

بیوی کے عمدہ کپڑوں کی تعریف کرنا

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی ایک زوجۂ مطہرہ نے ایسا کپڑا پہنا، جو بہت ڈھیلا ڈھالا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کپڑے پہنو! اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، پھر فرمایا کہ: تمھارے کپڑے کا دامن اس طرح گھسٹ رہا ہے جیسے کسی دلہن کے لباس کا دامن ہو۔ (کنز العمال: ۷/۲۰۶، حدیث: ۱۸۶۳۶)

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ:

① اِس طرح لطف ومحبت اور مزاح سے بیوی کے کپڑوں کی تعریف کریں جس سے اس کا دل خوش ہو، یہ بھی حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی سنت ہے۔

② شوہر کو جس طرح کے کپڑے پسند ہوں اس طرح کے (شرعی حدود میں رہ کر) کپڑے بیوی پہننے کا اہتمام کرے۔

③ شوہر اپنی پسند کے مطابق کپڑے (شرعی حدود کی رعایت کرتے ہوئے) بیوی کو پہننے کے لیے کہہ سکتا ہے۔

بیوی کے غسل کرنے کے بعد اس کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے غسل کرنے کے بعد جو پانی بچ جاتا اس سے غسل فرماتے تھے۔ (مسلم)

فائدہ: یہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ معاشرت کا ایک نمونہ ہے، پرانے زمانے میں ڈول، برتن وغیرہ سے غسل کا رواج عام تھا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرماتے تھے۔

اِس میں بیوی کے سامنے محبت کا بھی اظہار ہے۔

ترمذی شریف اور ابوداوٗد شریف کی ایک روایت میں ہے کہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی نے ٹب میں غسل کیا، اتنے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں وضو کرنے کے لیے یا غسل کرنے کے لیے تشریف لائے، تو اس بیوی نے خود عرض کیا کہ: میں جنابت کی حالت میں تھی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات ارشاد فرمائی اس کا حاصل یہ ہے کہ: تم نے جنابت کی حالت میں پانی سے غسل کیا تو اس سے پانی تھوڑا ہی ناپاک ہوجاتا ہے؟ پانی پاک ہی رہے گا۔ (ابو داؤد، رقم الحدیث:۶۸)

میاں بیوی کا ایک ہی برتن میں غسل کرنا

بعض اوقات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک ہی برتن سے غسل فرمایا کرتے تھے اور دونوں ایک برتن سے پانی لیتے، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے: عائشہ! میرے لیے پانی چھوڑ دو، کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتیں کہ: آپ میرے لیے پانی چھوڑ دیجیے۔ (مسلم، حدیث:۳۲۱)

حسین زندگی کے لیے حدیث شریف سے حاصل ہونے والے اسباق

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

① میاں بیوی دونوں کو غسل کا تقاضا ہو تو ایک دوسرے کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔ ایک ساتھ غسل شروع کردو، اس معاملے میں اجنبیت کیسی؟

② میاں بیوی میں اعلیٰ درجے کی محبت کا ہونا شریعت کا تقاضا ہے۔

③ شیطان گمراہ کرنے میں ماہر (specialist) ہے اور حضراتِ انبیاء علیہم السلام ہدایت کی تمام اقسام کے ماہرین ہیں، شیطان میاں بیوی میں دشمنی ڈالنا چاہتا ہے؛ کیوں کہ دونوں میں محبت ہوگی تو بہت سارے گناہوں سے حفاظت ہوجائے گی، میاں بیوی میں جدائی یا نفرت ہوگی تو بہت سارے گناہ وجود میں آئیں گے؛ اس لیے شریعت یہ چاہتی ہے کہ میاں بیوی میں محبت اور یکسانیت ہو۔

④ میاں بیوی کو اعلیٰ درجے کی یکسانیت اور مزاج میں موافقت سے سکون حاصل ہوتا ہے؛ اس لیے قدرتی طور پر نکاح کے وقت ایجاب وقبول ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دونوں کے دل میں ایک دوسرے کے لیے رحمت، مہربانی اور محبت کے جذبات آ ہی جاتے ہیں۔

⑤ اسی محبت کے تقاضے کے پیشِ نظر قرآن نے دونوں کو لباس سے تعبیر کیا:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (بقرہ:۱۸۷)

ترجمہ: وہ (بیویاں) تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔

فائدہ: میاں اور بیوی کو آپس میں ایک دوسرے کے لیے لباس کہا گیا:

① لباس انسان کے گلے لگا ہوتا ہے، اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے گلے لگے ہوتے ہیں، یہ کامل اتصال کی بات ہے۔

② لباس پہننے سے انسان کا ستر چھپ جاتا ہے، اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے عیوب کو چھپاتے ہیں اور برے کام سے حفاظت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

③ جس طرح انسان لباس کا محتاج ہوتا ہے، اسی طرح میاں بیوی کو آپس میں ایک دوسرے کی ضرورت رہتی ہے، ایک دوسرے کے بغیر صبر نہیں ہوتا۔

④ شریف انسان کو لباس سے جدائی گوارہ نہیں، اسی طرح میاں بیوی کو ایک دوسرے سے جدائی گوارہ نہیں۔

⑤ آیت میں عورت کے لباس ہونے کو مقدم کیا گیا، سمجھ میں آیا کہ مرد عورت کی طرف اس طرح کے معاملات میں سبقت اور پہل کرتا ہے اور مرد کی طرف سے یہ چیزیں بکثرت پیش آتی ہیں۔ (از: تیسیر القرآن)

حسنِ معاشرت کا ایک عجیب واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ہم حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں نکلے؛ یہاں تک کہ ہم بیداء میں تھے یا ذات الجیش میں، میرا ہار گم ہو گیا، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی تلاش کے لیے رکے رہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا پورا مجمع بھی رکا ہوا رہا، اس جگہ پر پانی بھی نہیں تھا، لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور (شکایت کے طور پر) کہنے لگے کہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کیا کیا؟ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو بھی (آگے سفر سے) روک دیا، اور لوگوں کو بھی روک دیا۔ اور جہاں رکے ہوئے ہیں وہاں پانی بھی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (یہ شکایتیں سن کر) حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اس وقت حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر رکھ کر آرام فرمارہے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے کہ: عائشہ! تو نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا؛ حالاں کہ لوگ جہاں رکے ہوئے ہیں وہاں بھی پانی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: مجھے (والد گرامی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خوب ڈانٹا اور جو چاہا کہا؛ یعنی ڈانٹ ڈپٹ میں کوئی کمی نہیں رکھی، پھر اپنے انگلیوں سے میرے پہلو میں چوکے مارنے لگے، بس ان کے مارنے کی وجہ سے میرے بدن میں حرکت ہونی ہی تھی؛ لیکن میں نے اس لیے اپنے آپ کو ہلنے سے روکا؛ چوں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں رکے رہے؛ یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اس جگہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾

اگر تم بیمار ہو یا سفر پر (نکلے) ہو یا تم میں سے کوئی (پیشاب، پاخانہ کی) حاجت کی جگہ سے فارغ ہو کر کے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا (یعنی جماع کیا) ہو، پھر تم کو پانی نہیں

ملا تو پاک مٹی سے تم تیمم کرلو، سو (تیمم کرنے میں) اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرلو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے، بہت زیادہ بخشنے والے ہیں۔

حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ نے تیمم کی آیت اور اس کا حکم سنا تو حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والو! یہ کوئی تمھاری پہلی برکت تھوڑی ہے؛ یعنی تمھارے گھرانے کی وجہ سے امت کو بار بار برکتیں ملتی رہی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: پھر ہم نے اونٹ کھڑا کیا جس پر میں سوار تھی تو ہار اونٹ کے نیچے سے مجھے مل گیا۔ (بخاری، مسلم)

اِس واقعے سے یہ باتیں سیکھنے کو ملیں:

① اولاد کے سلسلے میں باپ سے شکایت کرنا ثابت ہے، جیسے لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شکایت کی۔

اِسی طرح اولاد کی وجہ سے باپ پر اشکال واعتراض لوگ کرتے رہے ہیں، یہ پرانا معمول ہے، چاہے واقعی قصور ہو یا احتمالی، جیسا کہ اس واقعے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعی کوئی قصور نہیں تھا۔

② حسنِ معاشرت بھی معلوم ہوئی کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران مبارک پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔

③ بیٹی، بیٹا کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوجائیں، باپ باپ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا درجہ اُس وقت ام المؤمنین کا تھا؛ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امتی ہونے کے ساتھ ساتھ باپ بھی ہوتے تھے: اس لیے ان کو ڈانٹ کا حق پہنچتا تھا۔

④ باپ کو حق ہے کہ وہ اولاد کو تنبیہ کرے، زبانی تنبیہ بھی کرسکتا ہے اور ہاتھ سے

بھی تنبیہ کرسکتا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زبانی طور پر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹا اور ہاتھ سے ان کی کوکھ کے اوپر (نرمی سے) مارا۔

⑤ اِس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کی الٹی بھی سیدھی ہوتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا، پورے مجمع کو تکلیف ہوئی؛ لیکن اس کی برکت سے قیامت تک امت کو تیمم کی نعمت مل گئی۔

⑥ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شوہر کا ادب کرنا تو کوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھیں، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے نبی بھی ہیں اور شوہر بھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ادب دیکھیے! کہ والد کی طرف سے زبانی تنبیہ ہورہی ہے اور ہاتھ سے بھی تنبیہ ہورہی ہے؛ لیکن ذرہ برابر بھی حرکت نہیں کی، محض حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند مبارک کی خاطر انھوں نے سب کچھ برداشت کیا، معلوم ہوا کہ عورتیں بھی اپنے شوہر کے ساتھ اسی طرح وفاداری کا معاملہ کریں کہ موقع آئے تو شوہر کی خاطر تکلیف برداشت کرلیں۔

⑦ بیوی کی کوئی چیز گم ہوجائے تو تلاش کرنے میں شوہر مدد کرے، یہ بھی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے؛ چوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا تو خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تلاش کے لیے رکے رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہجد کی نماز پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد پڑھتے اور میں اپنے دونوں پیروں کو پھیلا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی رہتی (اس وقت مکان

بہت چھوٹے ہوا کرتے تھے اور گھروں کے اندر چراغ بھی نہیں ہوتے تھے) جب حضرت نبیٔ کریم ﷺ سجدے میں تشریف لے جاتے تو مجھے قدم مبارک سے اشارہ فرماتے؛ چناں چہ میں اپنے دونوں پیر سمیٹ لیتی تھی اور آپ ﷺ سجدہ فرماتے تھے، اور جب آپ کھڑے ہوجاتے تو میں دوبارہ اپنے پاؤں پھیلا لیتی تھی۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

فوائد: اس حدیث سے ہمیں یہ باتیں معلوم ہوئیں:

① حضرت نبیٔ کریم ﷺ اور آپ کی پاک بیویوں کے حجرے، بہت چھوٹے تھے، اتنے چھوٹے ہوتے تھے کہ اگر آپ ﷺ نماز ادا فرماتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کے لیے الگ سے جگہ کی بھی گنجائش نہ رہتی تھی۔

نوٹ: یہ خیال نہیں آنا چاہیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیوں نماز نہیں پڑھ رہی تھی، عورتوں کی بہت سارے دنوں میں نماز نہیں ہوتی ہے، دوسرا حضرت نبیٔ کریم ﷺ جیسی عبادت کی طاقت امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو کہاں حاصل ہوسکتی ہے؟

② یہ حسنِ معاشرت ہے کہ شوہر جہاں نماز پڑھے بیوی وہیں پر رہے؛ چاہے آرام کی حالت میں رہے؛ تاکہ بیوی کو نماز سیکھنے کو ملے، نماز کے برکات حاصل ہوں، تہجد کی توفیق ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَأَيْقَظَ إِمْرَأَتَهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللهُ إِمْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَاءَ. (ابو داؤد، رقم الحدیث: ۱۳۰۸)

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس مرد

پر جو رات کو تہجد کے لیے بیدار ہو اور نماز پڑھے، پھر اپنے گھر والوں کو جگائے، اور اگر بیوی نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکے، اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کو تہجد کے لیے بیدار ہو اور نماز پڑھے، پھر اپنے شوہر کو جگائے، اور اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکے۔

④ ان حضرات کی سادگی اور فقر کی انتہا دیکھیے کہ گھر چھوٹے بھی تھے اور گھروں کے اندر چراغ بھی نہیں ہوا کرتے تھے۔

روزے کی حالت میں یا وضو کے بعد بیوی کو بوسہ دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم (وضو کی حالت میں) اپنی بعض بیوی سے بوسہ لیا کرتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے اور (نیا) وضو نہیں فرماتے تھے۔ (رواہ البزار واسنادہ صحیح)

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بوسہ دیتے تھے۔ (بخاری شریف: ۵۸۶)

فائدہ: یہ بھی حسنِ معاشرت کا حصہ ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوضو ہونے کے باوجود اپنی بیوی کو بوسہ دیتے تھے۔ روزے کی حالت میں بیوی کو بوسہ دے سکتے ہیں؛ مگر یاد رہے کہ انسان کو خود اپنی ذات پر آگے نہ بڑھنے کا اطمینان ہو تو ہی اجازت ہے؛ ورنہ احتیاط کرے۔

ایک ہی کپڑا بیوی اور شوہر کے بدن پر اور اس میں نماز

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

چادر اوڑھ کر نماز پڑھی، اس چادر کا کچھ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا، اور کچھ مجھ پر تھا اور میں حیض کی حالت میں تھی۔ (ابن ماجہ شریف، حدیث نمبر: ۶۵۳)

فائدہ: کوئی کپڑا محض حائضہ کے پہننے اوڑھنے سے ناپاک نہیں ہوجاتا، جب تک اس پر ناپاکی نہ لگے۔ اس وقت کپڑوں کی کمی تھی؛ اس لیے یہ مجبوری کی حالت ہے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں؛ امت کی ماؤں کی سادگی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہمارے یعنی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس عام طور پر ایک ہی کپڑا ہوا کرتا تھا۔ (بخاری، رقم الحدیث: ۳۱۲)

گھریلو کام کاج میں بیوی کی مدد کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے محبت کرنے والے شوہر تھے، جو بیویوں کی دل داری کا خیال بھی رکھتے تھے اور بیویوں کے کاموں میں مدد بھی فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر میں ہوتے تو کیا کرتے تھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ. (بخاری، حدیث: ۶۷۶، ترمذی، حدیث: ۲۴۸۹)

یعنی گھر کے کاموں میں مدد فرماتے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: کپڑے میں پیوند لگا دیتے، بکری کا دودھ دُوہ دیتے اور عام طور پر مرد اپنے گھر میں جو کام کرتے ہیں، وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انجام دیتے تھے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۴۷۴۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادگی

کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پردے کے پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھریلو زندگی کے متعلق کچھ سوالات پوچھے تھے۔

اس کے جواب میں ام المؤمنین نے فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک عام انسان کی طرح تھی؛ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی اپنی نبوت کی شان جتلا کر شاہی انداز وطرز کی زندگی نہیں گزارتے تھے۔

بلکہ آپ کھانے کے وقت پر جو کچھ میسر ہوتا، اسے تناول فرمالیا کرتے تھے، کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے۔

کھانا پینا اور عیب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ آپ کے سامنے جو بھی کھانا پیش کیا جاتا تھا، اس کو تناول فرمالیا کرتے تھے اور کھانے میں کبھی (واقعی عیب ہوتا تب بھی) عیب نہیں نکالتے تھے۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۳۵۶۳)

آج تو لوگ بیوی کے ساتھ جھگڑا کرنے کے واسطے کھانے میں عیب نکالا کرتے ہیں، یہ بہت بری عادت ہے، اس کو صحیح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بیوی کی بیماری وغیرہ کے موقع پر شوہر کا تمام کام چھوڑ کر بیوی کی خدمت میں لگنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک کھیتی کی زمین تھی جو رہائش سے کافی دور کی

مسافت پر تھی، ایک مرتبہ وہ وہاں تشریف لے گئے تھے، انھیں دنوں میں خط کے ذریعے آپ کو اطلاع دی گئی کہ آپ کی ایک بیوی حضرت صفیہ بنتِ ابی عبید رضی اللہ عنہا زیادہ بیمار ہوگئی ہیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خط میں جو مضمون لکھا اس کا حاصل یہ ہے: میں (اِس قدر بیمار ہوں کہ) دنیا کا آخری دن ہے اور آخرت کا اول دن ہے؛ یعنی انتقال کے قریب ہوں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جیسے ہی بیوی کی بیماری کی خبر ہوئی تو کھیتی کا کام چھوڑ کر فوراً بہت تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور بہت جلدی جلدی لمبا سفر کر کے بیوی کی عیادت کے لیے پہنچ گئے۔ (رواہ النسائی واسنادہ صحیح)

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ:

① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حلال روزی کے لیے کاشت کاری اور کھیتی بھی کرتے تھے۔

② اپنی بیوی کی بیماری یا کسی اہم ضرورت کے موقع پر سارے کام کاج چھوڑ کر بیوی کی خدمت اور بیوی کی مدد میں مشغول ہونا یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، اور یہ حسنِ معاشرت کا تقاضا بھی ہے۔

بیوی بیمار ہو جائے تو اس کے علاج کا اہتمام

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حفاظت کی دعائیں پڑھ کر دم فرماتے تھے۔ (مسلم، کتاب السلام، حدیث نمبر: ۲۱۹۲)

فائدہ: ہمیں بھی اپنے گھر والوں کی بیماری میں عیادت اور ان کے لیے حفاظت کی دعائیں کرنی چاہیے۔

بیوی کو سواری وغیرہ میں مدد کرنا

اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر بیٹھنا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا گھٹنہ کھڑا کر دیا؛ تا کہ آپ کے گھٹنے پر قدم رکھ کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر چڑھ سکیں۔ (بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر: ۳۹۷۴)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو ٹرین، گاڑی، ہوائی جہاز وغیرہ میں سوار ہونے میں تکلیف ہوتی ہو تو خود شوہر اس کی مدد کرے، یہ بھی حسنِ معاشرت کی دلیل ہے۔

بیوی کو دین کی باتیں سکھانے کی بھی فکر کرنی چاہیے

① حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں کی دین داری کی بڑی فکر ہوتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شبِ قدر کی یہ دُعا سکھائی:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔ (ابن ماجہ، حدیث: ۳۸۵۰)

ترجمہ: اے اللہ! آپ بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں، آپ معافی کو پسند کرتے ہیں، بس! آپ مجھے بھی معاف فرما دیجیے۔

② حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے کی راتوں میں اپنی بیویوں کو جگایا کرتے تھے؛ تا کہ وہ بھی عبادت میں مشغول ہو جائیں۔

③ بخاری شریف میں ہے کہ: ایک مرتبہ رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آج رات کیسے کیسے فتنے نازل ہوئے، ان حجروں میں سوئی ہوئی عورتوں کو جگا دو؛ تا کہ وہ بھی نماز پڑھیں، دعائیں کریں۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۱۱۵)

فائدہ: رات کی دعا فتنوں سے حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔

اپنے گھر والوں کو نماز سکھانا

حضرت عبدالرحمن ابنِ غنمؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنی اشعری قوم کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا: اے اشعری لوگو! جمع ہو جاؤ! تمھاری عورتوں کو بھی بلاؤ! تمھارے بچوں کو بھی بلاؤ، میں تم کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز سکھانا چاہتا ہوں جو نماز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مدینۂ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے: بس فوری طور پر خاندان کے لوگ جمع ہو گئے، عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کیا، تب حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے ان کو وضو کر کے دکھایا اور نماز پوری پڑھ کر سکھلائی۔ (رواہ احمد)

فائدہ: اپنے گھر میں عورتوں اور بچوں کو وضو، نماز جیسے اسلام کے بنیادی فرائض سکھلانا محبت کے تقاضوں میں سے بھی ہے اور دینی اور شرعی تقاضوں میں سے بھی۔

گھر والوں کو عبادت میں اعتدال سکھانا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان رسی باندھی ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا، تو عرض کیا گیا کہ: یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے باندھ رکھی ہے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب رات کو نماز (نفل) پڑھنے کے دوران تھک جاتی ہے تو اس سے لٹک جاتی ہیں (تا کہ چستی آجائے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا مت کرو اور حکم دیا کہ اسے کھول دو، جب تک چستی ہو اس وقت تک نماز (نفل) پڑھو، اور جب چستی نہ رہے تو اُس وقت نماز (نفل) پڑھنا چھوڑ دو۔ (بخاری، حدیث نمبر:۱۰۹۹)

عورتوں میں زیورات کی محبت اوران کو زکاۃ کی تاکید

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: کیا تم نے اس کی زکاۃ ادا کی ہے؟ اگر تم نے اس کی زکاۃ ادا نہیں کی تو یہ آگ کے کنگن ہیں۔ (ابوداؤد، حدیث:۱۵۶۵، ترمذی، حدیث:۶۳۷)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ:

① عورتیں اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لیے ہاتھ میں سونے کے کنگن پہن سکتی ہیں۔ شوہر بھی اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کو کنگن خرید کر تحفے میں پیش کرے۔

② شوہر کو بھی چاہیے وہ اپنی بیوی کو زیورات کی زکاۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائے۔

گھر والے شریعت کے خلاف کام کریں تو شوہر کیا سلوک کرے

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر جوں ہی اس پر پڑی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہیں ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ایسی نشانی دیکھی کہ کچھ پسند نہ آیا ہو۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگتی ہوں، فرمایئے! مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟

میں نے کہا کہ: یہ میں نے آپ ہی کے لیے خریدا ہے؛ تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن اِس طرح کی تصویریں بنانے والے لوگ قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے، اور ان سے کہا جائے گا کہ: تم لوگوں نے جس چیز کو بنایا اسے زندہ کر کے دکھاؤ۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: جن گھروں میں تصویریں ہوتی ہیں ان میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری، حدیث:۲۱۰۵)

اِس حدیث سے یہ باتیں سیکھنے کو ملیں:

① اگر کوئی چیز اِس طرح کی خریدی ہو کہ اس کا استعمال کسی طرح شرعاً جائز ہو؛ مگر وہ چیز جائز ہونے کے باوجود گھر میں رکھنا مناسب نہ ہو، یا آئندہ چل کر کسی برے حالات کا خطرہ ہو، تو اس کو بیچ دینا چاہیے۔

② اگر وہ چیز ایسی ہو کہ اس کا استعمال شرعاً جائز ہی نہیں ہے تو پھر اس کا ضائع کر دینا ہی بہتر ہے۔

③ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی زوجۂ محترمہ نے بے خبری میں ایک اچھے جذبے سے تصویر والا چھوٹا تکیہ خریدا تھا، حضرت نبیٔ کریم ﷺ گھر میں داخل نہیں ہوئے، یہ اصلاح کا بہترین طریقہ ہے کہ گھر کے باہر ہی رہے۔

④ آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ناراضگی کے نشانی نظر آئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پہچان لیا۔

معلوم ہوا کہ شوہر اپنے گھر والوں میں ایسی شریعت کے خلاف چیز دیکھے تو اصلاح

کے لیے ناراضگی والا چہرہ بناوے۔

⑤ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل امت کی دینی بہنوں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے، جب حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف نہیں لائے اور چہرے پر ناراضگی دیکھی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلمات سنو! کیا فرماتی ہیں کہ: میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں کہ مجھ سے کیا غلطی ہوگئی؟ (ہماری دینی بہنیں اس طریقے سے اپنے شوہر کے ساتھ برتاؤ کرے) پھر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کی وجہ بھی بتادی۔

معلوم ہوا کہ ناراضگی کی وجہ بھی بتلا دینی چاہیے، ایسا نہیں کہ پورا دن منہ لٹکا کر بیٹھا رہے اور بیوی کو قصور معلوم تک نہ ہو۔

ناز کرنا عورتوں کی فطرت میں ہے

ناز کرنا، روٹھ جانا، عورتوں کی فطرت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازدواجی زندگی میں اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو روٹھنے کا بھی موقع دیتے تھے؛ تاکہ اس کے فطری جذبے کو سکون ملے۔

ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ: ازواجِ مطہرات میں سے بعض تو پوری پوری رات روٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات نہیں کرتی تھی۔ (سیرت ابن حبان: ۱/۳۶۰)

نوٹ: ① روٹھنے کی مدت لمبی نہ ہو، زیادہ سے زیادہ تین دن کی گنجائش ہے، اس سے پہلے ہی صلح ہوجائے۔

② امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ایک ہی دن میں صلح کرلیتی تھیں۔

بیوی کا مزاج اور عادت معلوم ہونی چاہیے

ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: عائشہ! جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو، دونوں کو میں اچھی طرح سمجھ لیتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: آپ کیسے سمجھ لیتے ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم خوش ہوتی ہو اور کسی بات پر قسم کھانی ہوتی ہے تو تم کہتی ہو: محمد کے رب کی قسم!

اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم!

اِس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ پاک کی قسم میں صرف (زبان سے) آپ کا نام چھوڑتی ہوں: (بخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۴۹۳۰)

خلاصہ: گویا کہ دل کے میں حضور ﷺ کا نام اور محبت ہوتی ہی ہے، صرف زبان سے حضور ﷺ کا نام بولنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھوڑ دیتی تھی، اور اسی سے آپ ﷺ کو اندازہ ہو جاتا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے کچھ ناراض ہیں، اور ازدواجی زندگی میں ایسا ہوتا رہتا ہے؛ اس لیے بیوی کے انداز سے اس کی ناراضگی اور خوشی کا پتا لگانا چاہیے۔

بیوی کے آنسو پونچھنا

ازدواجی زندگی میں عورتوں کو ناگواریاں بھی ہوتی ہیں اور ان کو رونا بھی آجاتا ہے، یہ فطری بات ہے، شوہر کو چاہیے کہ ان کے آنسو پونچھ کر ان کو تسلی دینے کی کوشش کریں۔

حدیث شریف میں آتا ہے: ایک سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ تھیں اور اس دن ان ہی کی باری تھی، اتفاق سے سست رفتار سواری پر ان کا سفر ہوا جس

کی وجہ سے وہ پیچھے رہ گئیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال کیا تو وہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: آپ نے مجھے ایک سست رفتار سواری پر بٹھا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں سے ان کے آنسو پونچھنے لگے اور ان کو خاموش کرنے لگے:

فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَمْسَحُ بِیَدَیْہِ عَیْنَیْھَا وَیُسْکِتُھَا.(اسد الغابۃ:۱/۱۳۷۶)

روٹھی ہوئی بیوی کے لیے دعا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے اگر کوئی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض ہو جاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ نہایت مشفقانہ، کریمانہ اور دل دارانہ ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مونڈھے پر دستِ مبارک رکھتے اور دُعا فرماتے:

أَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھا ذَنْبَھَا وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِھَا وَأَعِذْھَا مِنَ الْفِتَنِ.(کنز العمال، حدیث نمبر:۱۸۴۰۹)

ترجمہ: اے اللہ! ان کو معاف فرما دیجیے! ان کے دل کے غصے کو دُور کر دیجیے اور ان کو فتنوں سے محفوظ رکھیے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اس طرح بیوی کے مونڈھے پر ہاتھ رکھ کر اس کو راضی کر لینا اور اس کے دل میں جو کچھ ناگواری گذری اس کو دور کرنا چاہیے۔

بیوی کی گود میں محبت سے پیر رکھنا

ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو آپس میں کیسے سلوک کرے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئیں، (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت

سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا) جب دو بیویاں جمع ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کے درمیان اِس طرح بیٹھ گئے کہ آپ کا ایک پاؤں میری گود میں تھا اور ایک پاؤں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی گود میں، میں نے ان کے لیے حریرہ بنایا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کھانے کو کہا، انھوں نے انکار کیا، تو میں نے کہا: سودہ! یا تو آپ کھائیں؛ ورنہ میں آپ کے چہرے پر لگا دوں گی، انھوں نے پھر انکار کیا تو میں نے پیالے میں سے تھوڑا سا حریرہ لے کر ان کے چہرے پر لگا دیا۔

یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی گود سے اپنا پاؤں ہٹالیا؛ تاکہ وہ بھی مجھ سے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے) بدلہ لے سکیں؛ چناں چہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بھی تھوڑا سا حریرہ لے کر میرے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) چہرے پر مَل دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس منظر کو دیکھتے اور ہنستے رہے۔ (نسائی، کتاب عشرۃ النساء، حدیث: ۸۹۱۷)

ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو روزانہ تمام بیویوں کی خیر خبر پوچھنا

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ عصر کے بعد اپنی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے، محبت ظاہر کرنے کے لیے ان پر ہاتھ رکھتے اور ایسا انداز اختیار کرتے جس سے ان کے ساتھ اچھا تعلق ہونا ظاہر ہو، پھر اخیر میں اس گھر میں پہنچتے جن کی باری ہوتی، ان کے وہاں قیام فرماتے۔ (ابوداؤد، کتاب النکاح، حدیث: ۲۱۳۵)

اسی طرح فجر کی نماز کے بعد مسجد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس سے فارغ ہو کر جب سورج طلوع ہو جاتا تو ایک ایک بیوی کے پاس تشریف لے جاتے، ان کو سلام کرتے، انھیں دُعا دیتے اور جس کی باری ہوتی، ان کے پاس مقیم ہو جاتے۔ (فتح الباری: ۹۶/۱۵)

سفر سے واپسی کی گھر والوں کو اطلاع دینا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جب ہم واپس لوٹے اور مدینہ میں داخل ہونا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جاؤ! رات ہو جانے دو؛ تاکہ جن (عورتوں) کے بال بکھرے ہوئے ہوں، وہ کنگھی کرلیں اور جسم کو زیادہ بال سے صاف ستھرا کرلیں۔ (ابوداؤد، حدیث: ۲۷۷۸)

فائدہ: واپسی کی اطلاع گھر والوں کو دینا بھی سنت ہے۔

بیوی کو سفر میں ساتھ لے جانا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کو سفر میں ساتھ لے جاتے تھے اور اور تمام بیویوں میں سے ایک کو منتخب کرنے کے لیے قرعہ اندازی کیا کرتے تھے، پھر اس قرعے میں جن کا نام نکل آتا، ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ (بخاری: ۵۲۱۱، مسلم، حدیث: ۲۴۴۵)

فائدہ: شریعت کی حد میں رہ کرے بیوی کو بھی سفر میں ساتھ لے جاسکتے ہیں؛ تاکہ بیوی کو بھی نئے مقامات دیکھ کر نشاط حاصل ہو اور شوہر کا سفر بھی پر لطف ہو۔

بیوی سے بھی مشورہ کرنا چاہیے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ اہم کاموں میں اپنی بیوی سے مشورہ بھی فرمایا اور اس سے فائدہ بھی ہوا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک الجھن پیش آئی، اس سفر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا اور اس سے بڑا فائدہ ہوا۔ (بخاری، حدیث: ۲۵۸۱)

فائدہ: ہمیں بھی اپنے گھریلو امور وغیرہ اہم کاموں میں بیوی سے مشورہ کرنا چاہیے، اس سے ان کی دل جوئی بھی ہوتی ہے۔

بیوی کو مارنے سے بچنا چاہیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی یا خادم پر کبھی ہاتھ نہیں اُٹھایا، کبھی ان کے رُخسار پر تھپڑ نہیں لگایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو برا بھلا نہیں کہتے تھے، کڑوی باتیں نہیں کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت دل بھی نہیں تھے۔ (ابوداود، حدیث: ۲۱۲۴)

بیوی کا احترام کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اعتکاف میں تھے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے مسجد میں تشریف لائیں، جب واپس ہونے لگیں تو رات کافی ہو چکی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رُخصت کرنے کے لیے مسجد کے دروازے تک تشریف لائے۔ (بخاری: ۱۹۳۰، مسلم: ۲۱۷۵)

فائدہ: آج کل ہم لوگ بڑے مہمانوں کو تو اس طرح رخصت کرنے کے لیے جاتے ہیں؛ لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے ساتھ بھی اِس طریقے کا معاملہ فرماتے ہیں، یہ بھی حسنِ معاشرت کی دلیل ہے۔

آدمی بیوی کے ساتھ کسی جگہ پر ہو اور لوگوں کو بدگمانی کا ڈر ہو تو وضاحت کردینی چاہیے

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا والی اسی روایت میں ہے کہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے کے قریب حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس پہنچے تو انصار کے دو آدمی ادھر

سے گزرے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ٹھہر جاؤ، یہ میری بیوی: صفیہ بنت حیی ہے۔

ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کے رسول اللہ ﷺ! اور انھیں یہ چیز بہت بھاری لگی تو حضرت نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: شیطان، خون کی طرح انسان کے رگ و ریشے میں دوڑتا ہے، مجھے خطرہ لگا کہ تمھارے دلوں میں کوئی وسوسہ ڈال دے۔

معلوم ہوا کہ اگر آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی جگہ پر ہو اور لوگوں کو بدگمانی کا ڈر ہو تو وضاحت کر دینی چاہیے کہ میری بیوی ہے؛ تاکہ لوگ کسی بدگمانی میں مبتلا نہ ہوں۔

گندے الفاظ سے پرہیز کرے

اپنی بیوی کے ساتھ کبھی گالی گلوچ کا معاملہ نہیں کرنا چاہیے، نیز گھر کے باہر اور بازار کے جو گندے الفاظ اور جملے ہوتے ہیں، ایسے جملے بھی اپنی بیوی کے سامنے بولنے سے بچنا چاہیے۔

نیز اگر کبھی اپنے بیوی سے گھریلو کام کاج میں کوئی غلطی ہو جاوے تو اس سے درگزر و چشم پوشی (معافی) کا معاملہ کرتے ہوئے اس کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے بچنا چاہیے۔ بیوی کو ہمیشہ اس بات کا احساس دلانے کی کوشش کرنی چاہیے کہ میرے دل میں تیرا بہت اونچا مقام ہے۔

میاں بیوی کا ساتھ کسی دینی مجلس میں جانا حدیث سے ثابت ہے

حضرت نبئ کریم ﷺ ایک رات ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اشعریین کے محلے سے گزر رہے تھے اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ گھر میں تلاوت

کر رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں باہر وہاں رک گئے اور تلاوت سنتے رہے، پھر آگے بڑھ گئے، صبح میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان کو بیان فرمائی۔ (فتح الباری: ۸/۸۱)

اِس سے معلوم ہوا کہ شوہر بیوی ساتھ مل کر کسی اچھی بات کو سننے کے لیے باقاعدہ رک سکتے ہیں، رکنا چاہیے، دینی مجلسوں میں باقاعدہ اہتمام سے جانا چاہیے، جب کہ آج کل میاں بیوی ساتھ مل کر گانے کی محفلوں میں، ڈانس کی محفلوں میں، عیاشی کی جگہوں پر، تفریح گاہوں پر جاتے ہیں، اس کے بجائے دینی مجلس میں جاوے۔

گھر والوں پر خرچ کرنا بہت بڑا صدقہ ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَعْظَمُ الصَّدَقَةِ دِيْنَارٌ تُنْفِقُهُ عَلٰى أَهْلِكَ. (مسلم، حدیث: ۲۳۱۱)

ترجمہ: بہترین صدقہ وہ دینار (سونے کا سکہ) ہے، جو تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَقٰى إِمْرَأَتَهُ مِنَ الْمَاءِ أُجِرَ. (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۱۹۵)

ترجمہ: کوئی شخص اپنی بیوی کو پانی پلائے تو اس میں بھی ثواب ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب "فدک" کے باغات سے کھجوریں آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویوں کو ان کی ضرورت کے مطابق کھجوریں دیتے تھے۔ (بخاری شریف)

عورت کا اپنی اولاد اور اپنے شوہر پر صدقہ کرنا

بخاری شریف میں ایک لمبی روایت ہے، اس میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اجازت لے کر آئی اور کہنے لگی:

اے اللہ کے نبی! آپ نے آج صدقہ دینے کا حکم دیا ہے اور میرے پاس کچھ زیور ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسے خیرات کردوں؛ مگر میرے شوہر: ابن مسعود کا خیال ہے کہ وہ اور اس کے بچے زیادہ مستحق ہیں کہ انھیں صدقہ دوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن مسعود نے صحیح کہا ہے، تمھارے خاوند اور تمھارے بچے اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ تم ان کو صدقہ دو۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۱۴۶۶)

فائدہ: معلوم ہوا کہ جو عورت صاحبِ حیثیت ہو اور شوہر کمزور حال ہو تو اس کو شوہر پر صدقہ کرنا چاہیے، اس سے عورت کو ڈبل ثواب ملے گا۔

عورت شوہر کے گھر سے کتنا صدقہ کرسکتی ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے گھر کی کھانے پینے کی چیزوں میں سے خیرات کرے، اس کی نیت گھر کو اجاڑنے کی نہ ہو تو اس کو خیرات کرنے کا ثواب ہوگا، اس کے شوہر کو کمائی کرنے کا اجر ملے گا اور خزانچی، مینیجر اور کام کے نگران کو بھی خوشی سے مالک کے کہنے کے مطابق پورے خرچ پر ثواب ملے گا۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے ثواب میں کمی کا باعث نہیں ہوگا۔ (بخاری شریف: ۱۴۲۵)

نوٹ: جس چیز کا عرف ہو جیسے کہ روٹی کا ٹکڑا، ایسی چیز عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بھی صدقہ کرسکتی ہے۔

عورت کا شوہر کے مال میں اِسراف سے بچنا شوہر ضروری خرچ نہ دیوے تو اس کے مال سے بلا اجازت چھپ کر لے لیوے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہندہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ: ابوسفیان رضی اللہ عنہ بخیل آدمی ہے۔ تو کیا اگر میں ان کے مال سے چھپا کر کچھ لے لیا کروں تو کوئی حرج ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم اپنے لیے اور اپنے بیٹوں کے لیے نیک نیتی کے ساتھ اتنا لے سکتی ہو جو تم سب کے لیے کافی ہو جایا کرے۔ (بخاری شریف: ۲۲۲۱)

مسئلہ: اگر شوہر صاحبِ وسعت ہونے کے باوجود گھر کے ضروری اخراجات کے لیے پورے پیسے نہ دے؛ بلکہ بخیلی کرے تو بیوی کے لیے اجازت ہے کہ وہ اسراف سے بچتے ہوئے درمیانی گھر کا خرچہ چلانے کے لیے جتنے پیسوں کی ضرورت ہو اتنے پیسے شوہر سے پوچھے بغیر نکال لے، یہ چوری نہیں کہلائے گی۔

عورت کا شوہر کی خدمت کرنا

حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ: مجھے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وِتر کے بارے میں بتایئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک اور وضو کا پانی رکھ دیتی تھیں، پھر اللہ تعالیٰ رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اٹھانا چاہتے اٹھا دیتے، آپ مسواک کرتے،

اور وضو کرتے، اور آٹھ رکعتیں نماز پڑھتے۔ (مسلم شریف، حدیث نمبر: ۱۷۴۶)

فائدہ: امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دِن کی، رات کی، دنیا کی، دین کی، الغرض! ہر طرح کی خدمت کر کے قیامت تک آنے والی عورتوں کو ایک سبق بتایا ہے کہ: شوہر کی خدمت کرنا عورت کا اخلاقی فریضہ ہے۔

بیوی کو شوہر کی خدمت کرنی چاہیے

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: میں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکھا، پھر میں نے کپڑے سے پردہ بھی کرلیا، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے فارغ ہوگئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کپڑا پیش کیا (تولیے کے قائم مقام کپڑا تھا) تاکہ اس کے ذریعے سے بدن کو پونچھ کر کے سکھا لیوے۔ (بخاری، مسلم)

فوائد: اِس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ:

① یہ تقریرِ رسول ہے؛ یعنی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام ہو اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرنے دے، اس پر نکیر نہ کرے، یہ بھی ایک حجت اور شرعی دلیل بن جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو اپنے شوہر کی خدمت کرنی چاہیے، اور شوہر کی اِس خدمت کو اپنی سعادت سمجھنا چاہیے۔

② حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی بھی تیار کیا۔

③ اُس زمانے میں مال اور وسائل کی کمی کی وجہ سے آج کی طرح باقاعدہ دروازے والے غسل خانے (باتھ روم) نہیں ہوتے تھے؛ اس لیے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کپڑے سے پردہ کر کے کھڑی رہیں۔

④ غسل کے بعد کپڑا (تولیہ) بھی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیش کیا۔

بہو کو چاہیے کہ شوہر کی بہنیں، اور شوہر کے گھر والوں کی خدمت کرے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ: میں کسی جنگ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، میرے اونٹ نے چلنے میں سستی کی اور تھک گیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جابر ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا: میرا اونٹ چلنے میں سستی کرتا ہے اور تھک بھی گیا ہے؛ اس لیے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اسے اپنی چھڑی سے مار کر فرمایا: اب سوار ہو جاؤ؛ چناں چہ میں سوار ہو گیا، پھر تو اونٹ ایسا تیز ہو گیا کہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے برابر ہونے یا آگے بڑھ جانے) سے روکتا تھا۔

آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا: کیا تم نے شادی کر لی ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری سے یا بیوہ سے؟

میں نے عرض کیا: بیوہ سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری سے شادی کیوں نہیں کی کہ تم اس سے کھیلتے؛ یعنی

دل لگی کرتے وہ تم سے کھیلتی؛ یعنی خوش طبعی کے ساتھ پیش آتی؟

میں نے عرض کیا: میری بہت سی بہنیں ہیں؛ اس لیے میں نے نکاح کے لیے ایک ایسی عورت کا انتخاب کیا ہے جو انھیں اکٹھا رکھے، ان کی کنگھی کرے اور ان کی خبر گیری بھی کرتی رہے۔ (بخاری، رقم الحدیث: ۲۰۹۷)

نوٹ: اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت جابر ﷺ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کے سلسلے میں اپنا جو جذبہ اور نیت تھی (یعنی اپنی بہنوں کی خدمت، نگرانی اور دیکھ بھال) اس کو حضرت نبی کریم ﷺ کے سامنے صاف لفظوں میں عرض کیا؛ لیکن آپ ﷺ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی (آپ ﷺ نے گویا اس جذبے کی حوصلہ افزائی فرمائی)، اِس سے معلوم ہوا کہ بیوی، شوہر کے گھر والوں کی خدمت خوشی خوشی کرے، اس میں جانبین کے لیے خیر اور بھلائی ہے۔

گھر کی ذمّے دار عورت گھر میں اپنے ماتحتوں کے کن کن امور کا خیال کرے

حضرت جابر ﷺ کی اِس مفصل روایت کا یہ ایک ٹکڑا یہ ہے:

فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ.

جس کا حاصل یہ ہے کہ جو انھیں اکٹھا رکھے، ان کی کنگھی کرے اور ان کی خبر گیری بھی کرتی رہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا اخلاقی فریضہ ہے شوہر کے گھر والوں کو:

① آپس میں محبت و مودت کے ساتھ رکھنا۔

② ان کی خدمت کرنا۔

③ اختلاف اور بے جا جھگڑوں سے بچانا۔

④ ان کی نگرانی کرنا۔

⑤ صحیح کام میں مدد کرنا۔

⑥ غلطی بتلا کر اصلاح کرنا۔

یہ سب (مختلف گھریلو کاموں کے ساتھ) اس کی ذمے داری ہے۔

شوہر کے کپڑے شوہر کو خوشبو وغیرہ کا عورت خاص دھیان رکھے

اپنے شوہر کو عطر لگا دینا، اپنے شوہر کو اچھے کپڑے وقت پر پیش کرنا، یہ بھی عورت کی خدمتوں میں سے ایک اہم خدمت ہے، بخاری شریف میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنا چاہا تو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی تھی، اسی طرح (احرام) کھولتے وقت بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت سے پہلے احرام کھولنا چاہا تھا۔ (بخاری: ۱۷۵۴)

اِس سے اندازہ لگاؤ کہ ایک عورت ذات کو اپنے شوہر کے کپڑے، خوشبو وغیرہ ٹھیک ٹھاک رکھنے کا کتنا اہتمام کرنا چاہیے!!

کسی ضرورت سے عورت کو گھر سے باہر جانا ہو تو کس طرح نکلے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجد میں آنے سے نہ روکو؛ لیکن جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو وہ میلی کچیلی سادگی والی نکلیں۔ (رواہ احمد، ابوداؤد، ابن خزیمہ، بزار، طبرانی اسنادہ حسن)

نوٹ: حضرت نبیِ کریم ﷺ کا مبارک زمانہ نہایت حیا وشرم اور پاک دامنی کا زمانہ تھا، اس زمانے میں حضور ﷺ نے عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت عطا فرمائی تھی؛ البتہ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اگر حضرت نبیِ کریم ﷺ یہ زمانہ دیکھ لیتے: یعنی حضور ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد والے زمانے میں عورتوں نے جو زیب وزینت شروع کی ہے، تو حضور ﷺ عورتوں کو ضرور مسجد میں آنے سے منع فرما دیتے؛ جیسے: بنو اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے منع کر دیا گیا تھا۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر:۸۶۹)

ابو عمرو شیبانیؒ سے روایت ہے کہ: انھوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن دیکھا کہ وہ عورتوں سے فرما رہے ہیں کہ: اپنے گھروں میں جاؤ! تمھارے گھر ہی تمھارے لیے بہتر ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

فائدہ: حدیث سے حاصل ہونے والے سبق:

① اِن روایات میں عورتوں کو گھر سے باہر مسجد میں جا کر نماز جیسی اہم عبادت کے لیے بھی جانے سے روک دیا گیا ہے، نیز جب جانے کی اجازت تھی اُس وقت بھی یہ تاکید تھی کہ میلی کچیلی نکلیں، خوشبو وغیرہ کا بھی استعمال نہ کریں۔

آج کس قدر ہماری عورتوں کی حالت بگڑی ہوئی ہے کہ دنیا کی رنگینیوں میں مست ہو کر روزانہ بازاروں کی زینت بنتی ہیں۔ شریعت نے صرف شوہر کے سامنے گھر میں رہ کر عورت کو زینت کرنے کی اجازت دی ہے۔

② عورتیں کسی بھی دینی یا ضروری دنیوی مقصد سے گھر سے باہر نکلیں تو اس وقت

انھیں کیسے گھر سے باہر نکلنا چاہیے اس کا ضابطہ حضرت نبیِ کریم ﷺ نے بیان فرمادیا کہ: بالکل میلی کچیلی نکلیں، نہایت سیدھی سادی نکلیں، زیب وزینت اور بناوٹ کے ساتھ نہ نکلیں۔

الٹا زمانہ

اب ہمارا دور بالکل الٹا ہوگیا ہے، عورتیں جب کسی بھی مقصد سے گھر سے باہر نکلیں گی تو زینت کے ساتھ نکلیں گی، یہ نہایت غلط طریقہ ہے، گھر میں گھر والوں کے سامنے زیب وزینت سے رہیں اور ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکلیں تو نہایت سادگی کے ساتھ میلی کچیلی نکلیں؛ تا کہ کسی کا دھیان ان کی طرف نہ جاوے۔

عورت خوشبو لگا کر نہ نکلے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے بھی خوشبو لگائی ہو تو وہ عشا کی نماز ہمارے ساتھ نہ پڑھیں۔ (مسلم، ابوداؤد)

نوٹ: اُس پاکیزہ زمانے میں عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت تھی؛ لیکن جس عورت نے خوشبو لگائی ہو اس کو مسجد آنے سے حضرت نبیِ کریم ﷺ نے صاف منع فرما دیا، اندازہ لگایئے کہ مسجد جیسے مبارک اور خود حضرت نبیِ کریم ﷺ کی حاضری کے نورانی ماحول میں خوشبو کے ساتھ آنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا تو پھر شادی- بیاہ، منگنی، بازار، تفریحات کے مواقع پر خوشبو کے ساتھ جانا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

خوشبو کی وجہ سے پرائے مردوں کا میلان عورتوں کی طرف ہوتا ہے، جو فتنوں کا ذریعہ اور دروازہ ہے، شریعتِ مطہرہ نے اس سے ہم کو روکا ہے۔

نکاح کے وقت خوشبو استعمال کرنا

نکاح کے وقت دولہا اور دلہن دونوں خوشبو استعمال کر سکتے ہیں؛ البتہ عورت کی خوشبو میں رنگ زیادہ ہو، خوشبو معمولی ہو؛ جب کہ مرد کی خوشبو میں رنگ نہ ہو، خوشبو زیادہ ہو، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر زرد رنگ کا اثر دیکھ کر فرمایا: کیا تمھاری شادی ہو گئی؟

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! (نسائی شریف، حدیث: ۳۳۷۵)

اس زرد رنگ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نکیر نہیں فرمائی، معلوم ہوا کہ دولہن اس طرح کا زرد رنگ لگا سکتی ہے۔

عورتوں کی نماز کے سلسلے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چاہت

حضرت عبد اللہ ابن سُوَید انصاری رضی اللہ عنہ اپنی پھوپھی جان ام حمید رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ: وہ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کرنے لگی کہ: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ مسجد میں آ کر جماعت سے نماز پڑھنا چاہتی ہوں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: مجھے پتا چل گیا کہ تمھاری چاہت ہے کہ تم میرے ساتھ (مسجد میں آ کر) نماز پڑھو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کے لیے مسجد کے مقابلے میں گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے

اِس حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے محلے کی مسجد کی بجائے

گھر کے اندر نماز پڑھنے کو پسند فرمایا اور اس کی ترغیب دی؛ بلکہ گھر کے اندر بھی جتنا اندر ہو سکے ایسے کمرے میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی۔ (رواہ احمد واسنادہ حسن)

راوی کہتے ہیں کہ: پھر حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے ارشادِ عالی کو سننے کے بعد اپنے مکان کے بالکل اندر آخری کونے میں جس کمرہ میں بالکل اندھیرا ہوتا تھا وہاں اپنی نماز کی جگہ بنوائی اور وہیں پر نماز پڑھتی رہیں؛ یہاں تک کہ وہ انتقال کر کے دنیا سے چلی گئیں۔

عورت کی آواز کا پردہ اور نماز کا لقمہ

نماز با جماعت کے بارے میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: امام کو کسی غلطی کی طرف توجہ دلانے کے لیے مرد لوگ ''سبحان اللہ'' پڑھیں گے اور عورتیں ہاتھ پر ہاتھ بجا کر (دائیں ہاتھ کی پہلی دو انگلی بائیں ہتھیلی کی پیٹھ پر مار کر تالی) کے ذریعے سے امام کی اصلاح کریں۔ (بخاری ومسلم)

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نماز میں بھی عورت کو زبان سے ''سبحان اللہ'' بولنے سے روکا گیا؛ چوں کہ عورت کی آواز ہر جگہ فتنہ سمجھی جاتی ہے، نماز میں امام سے چوک ہو جاوے تو عورتوں سے کہا گیا کہ ہاتھ کے اوپر ہاتھ مار کر تالی جیسی آواز نکالیں اور امام کو تنبیہ کریں، زبان سے کچھ نہ بولیں۔

اِس سے اندازہ لگاؤ! کہ نماز تک میں عورتوں کی آواز پرائے مردوں کے سامنے پسند نہیں کی گئی تو پھر دوسرے موقع پر عورت کو پرائے مردوں کے سامنے آواز کرنے کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے!!

بہو اور خسر میں تعلقات کیسے ہونے چاہیے؟

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا - جو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی بہو ہوتی ہے - سے روایت ہے کہ:
ایک مرتبہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ؛ یعنی خسر ابا اپنی بہو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا (بہو) نے فوراً وضو کا پانی اپنے خسر کے سامنے پیش کیا اور بہو خسر کے لیے وضو کی خدمت کرنے لگی؛ یعنی پانی پیش کرنے لگی، اتنے میں ایک بلی آکر برتن میں منہ ڈال کر پانی پینے لگی تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن کو جھکا دیا؛ یہاں تک کہ بلی نے اچھی طرح پانی پیا۔

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا اس چیز کو بہت غور و تعجب سے دیکھنے لگی، تو خسر ابا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

أَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟

ترجمہ: اے میرے بھائی کی بیٹی! کیا تو اس سے تعجب کر رہی ہے کہ میں وضو کے پانی کے برتن سے بلّی کو پلا رہا ہوں؟

بہو نے کہا: جی ہاں!

اس پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "بلی ناپاک کرنے والی نہیں ہے، وہ تو گھروں میں چکر لگانے والیوں میں سے ہے۔ (ابوداؤد شریف، حدیث: ۷۵)

اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ:

① بہو اپنے خسر کی خدمت کرے جیسے کہ بہو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی خدمت کی۔

② خسر ابا کو چاہیے کہ بہو کو اچھے الفاظ اور القاب سے پکارے جیسے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہو کو: اے میرے بھائی کی بیٹی! اے میری بھتیجی! کہہ کر پکارا۔

③ خسر کو چاہیے وہ اپنی بہو کو دین بھی سکھاوے۔

داماد اور خسر کے درمیان کے تعلقات میں حیاو شرم غالب ہونی چاہیے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں ایسا آدمی تھا کہ مجھے مذی بہت آتی تھی اور میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق مسئلہ پوچھنے میں شرم کرتا تھا: اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح ہوا تھا تو میں نے حضرت مقداد ابن الاسود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: یہ مسئلہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر مجھے بتایئے۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ: مذی نکلنے کی وجہ سے غسل فرض نہیں ہوتا، شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لیوے اتنا کافی ہے۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ: اِس حدیث سے یہ ادب معلوم ہوا کہ خسر اور داماد کے درمیان تعلقات، بات چیت اور دیگر معاملات میں حیاو شرم کا پہلو ہمیشہ غالب رہنا چاہیے اور کبھی اِس طرح کی بات ان سے دریافت کرنی ہو تو بیچ میں کسی کو واسطہ بنالیوے۔

دولہا-دلہن کے پاس شاندار نیا لباس موجود ہونا ضروری نہیں دوسروں کے اچھے کپڑوں سے بھی نکاح میں رخصتی کرنا ثابت ہے

حضرت ایمن کہتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قُطری کپڑے کا کرتا پہن رکھا تھا، جس کی قیمت پانچ درہم تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا: اپنی نظر اٹھاؤ، اور میری اس باندی کو دیکھو، میں نے اس باندی کو گھر میں یہ کرتا پہننے کے لیے کہا تو یہ ناک منہ چڑھاتی ہے؛ حالاں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس اِس کپڑے کا ایک کرتا تھا، مدینہ میں کسی عورت کی شادی ہوتی تھی تو اس کو دلہن بنا کر مزین کرنے کے لیے وہ کرتا موجود تھا، جس کے یہاں شادی ہوتی تو وہ کرتا (عاریت کے طور پر) مجھ سے منگواتے، پھر وہ مجھ کو واپس کر دیا جاتا۔

فائدہ: نکاح اور رخصتی کے موقع پر پہنے جانے والے کپڑے عام طور پر بہت قیمتی ہوتے ہیں، ہر ایک دولہے-دلہن کے بس میں نہیں ہوتا کہ وہ اتنے قیمتی کپڑے بنوائے، اِس سلسلے میں ایک آسان شکل یہ ہے کہ بستی میں، خاندان میں، محلے میں کسی ایک صاحبِ حیثیت کے پاس اس طرح شادی کے کپڑے تیار ہوں اور اسی کو سب لوگ باری باری استعمال کریں۔

چناں چہ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی الجامع الصحیح؛ یعنی بخاری شریف میں ''کتاب الهبة'' میں ایک مستقل ترجمة الباب قائم کیا ہے''باب الاستعارة للعروس عند البناء''یعنی رخصتی کے وقت دولہا یا دلہن دوسرے کے کپڑے عاریت کے طور پر

لے سکتے ہیں اور پھر امام بخاریؒ نے حدیث نقل کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قطر کا ایک قمیص تھا، یہ یمنی کپڑا یا بحرین کا قطری کپڑا ہوتا تھا جس کی قیمت پانچ درہم ہوتی تھی، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینہ منورہ میں جب کسی کا نکاح ہوتا اور عورت کو دلہن بنا کر سجانا ہوتا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے لیے وہ کرتا بھیج دیتی تھیں، انصار کی لڑکیوں کو وہ پہنا کر رخصت کیا جاتا تھا، پھر وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا کرتی تھی۔(خلاصہ حدیث:۲۶۲۸)

عورت کو اللہ تعالیٰ نے جو عقل اور ذہانت دی ہے اس سے فائدہ اٹھائے

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رضي الله عنه: شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ.(بخاری شریف:۱۶۵۸)

ترجمہ: حضرت ام فضل لبابہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ عرفہ کے دن لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے متعلق شک ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پینے کی چیز بھیجی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیا۔(بخاری، حدیث:۱۹۸۸)

فائدہ: حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن لوگوں میں بحث ہو رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ ہے یا نہیں ہے؟ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: میں ابھی فیصلہ کرتی ہوں اور دودھ ہدیے میں بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا، معلوم ہوا کہ روزہ نہیں ہے۔

یہ ہے ایک عورت ذات کی ذہانت! عورتیں معاشرتی، ازدواجی زندگی میں ذہانت

سے کام لیوے تو ان شاء اللہ! بہت ساری الجھنیں حل ہو سکتی ہیں، شوہر کی چاہت اور مرضی کیا ہے؟ کیا نہیں ہے؟ اس کو معلوم کرنے کے بھی یہ طریقے ہو سکتے ہیں۔

شوہر اور بیوی کی (property) مملوکہ (own owner ship) چیزیں

شوہر اور بیوی کی جتنی بھی اپنی اپنی مالکی کی چیزیں ہوتی ہیں، ان کو ایک دوسرے کی چیز سے الگ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، ہمارے معاشرے میں یہ ایک برائی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی چیز کو عام اور مشترکہ (common) سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے آگے چل کر بہت سی مرتبہ دونوں کے درمیان جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔

لہٰذا شوہر جب اپنی بیوی کو کوئی چیز دے تو اُس وقت اِس بات کی بھی وضاحت کر لیوے کہ اس پر کس کی ملکیت رہے گی؟

مثال کے طور پر اگر کوئی زیور بیوی کو دے تو اُسی وقت اِس بات کی وضاحت کر دے کہ یہ ہدیہ اور مالکانہ طور پر دے رہا ہوں۔

اِس کا فائدہ یہ ہوگا کہ - مقررہ وقت پر - اگر دونوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاوے، تو اس وقت میراث تقسیم کرنے میں سہولت رہے گی، اسی طرح زکوۃ کی ادائیگی میں بھی آسانی رہے گی۔

مشترکہ (common) گھرانے کے متعلق ہدایت

عورت کے لیے شوہر کا بھائی محرم نہیں ہے؛ اس لیے شوہر کو اپنے سگے بھائی سے بھی اپنی بیوی کو پردہ کرانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَارَسُولَ اللهِ! أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ: الحَمْوُ المَوْتُ. (البخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث: ۵۲۳۲)

حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اجنبی غیر محرم عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے بچو! اس کے بعد ایک انصاری صحابی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ حکم "دیور" کے لیے بھی ہے؟ کیوں کہ وہ تو ساتھ ہی، ایک ہی گھرانے میں رہا کرتا ہے؟

اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا: "دیور" موت ہے۔

اس لیے کہ بہت سی مرتبہ ایک مشترکہ گھرانے میں بھی خلوت کا موقع تو مل ہی جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں خطرناک فتنے برپا ہونے کا اندیشہ لگا رہتا ہے، جو خود والدہ کے گھر میں بھی خطرناک جھگڑے کا باعث بن سکتا ہے۔

اس لیے بہتر طریقہ تو یہی ہے کہ شادی کی کچھ مدت گزر جانے کے بعد میاں۔ بیوی دونوں ایک ساتھ الگ جگہ رہنے کا انتظام کرلیں اور اگر ساتھ رہنے کی مجبوری ہو تو مردوں اور عورتوں کے تمام امور الگ الگ انجام دیے جاویں، اس طرح کا کچھ اہتمام کریں۔

اس کی وجہ سے پردے کا بھی لحاظ ہوگا اور گھر میں بھی لوگ چین اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کریں گے۔

تیسرا باب:
متفرقات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نیک صالح اولاد حاصل کرنے کے لیے عمل

میرے مرشدِ اول حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے کسی نے پوچھا کہ: حضرت! نکاح ہوگیا ہے، نیک اولاد نہیں ہے: کیا کریں؟

فرمایا کہ: میاں بیوی میں سے ہر ایک ہر فرض نماز کے بعد اس آیت کو ۷ ر مرتبہ پڑھیں:

① ﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۝ اِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾

ترجمہ: اے میرے رب! آپ مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرمائیے، یقینی بات ہے کہ آپ دعا کو بہت سنتے ہیں۔

② ﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِيْنَ﴾ سات مرتبہ پڑھیں۔

ترجمہ: اے میرے رب! مجھ کو کوئی نیک بیٹا عطا کیجیے۔

حمل ٹھہرنے کے لیے عمل

جن کے یہاں شادی کے بعد اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ نیچے لکھا ہوا عمل کرے:

تین انڈے لے کر اُبال لیے جائیں، پھر اس کے چھلکے اتار کر ایک انڈے پر:

﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ﴾ لکھیں، یہ انڈا شوہر کھائے۔

دوسرے انڈے پر:

﴿وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ﴾ لکھیں، یہ انڈا عورت کھائے۔

تیسرے انڈے پر:

﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ لکھیں، اس انڈے

کے دو حصے کر کے میاں بیوی ایک ایک حصہ کھالیں، پھر اسی رات کو (یعنی انڈے کھانے کے کچھ گھنٹے کے بعد) شوہر بیوی سے جماع کرے۔

عورت جب حیض سے پاک ہو تو غسل کے بعد پہلی رات کو یہ عمل کیا جائے، اگر ایک مرتبہ میں حمل ٹھہر گیا تو ٹھیک؛ ورنہ دوسرے مہینے میں حیض سے پاک ہونے کے بعد اسی طرح کریں، ان شاء اللہ! حمل ٹھہر جائے گا۔ جب تک حمل نہ ٹھہرے ہر مہینے حیض سے پاک ہونے پر ایسا عمل کرتے رہیں۔

نوٹ: میرے مرشدِ اول: حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور مرشدِ ثانی: حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم اولاد کے لیے یہ عمل دیتے ہیں اور حضرت الاستاذ مفتی سعید صاحب پالنپوریؒ کے مرشد: حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ (مظاہر العلوم سہارنپور) سے بھی بندے نے بلا واسطہ یہ عمل سنا ہے، انھوں نے اپنے شاگرد اور میرے استاذ: حضرت مولانا مفتی موسیٰ کچھولویؒ کے یہاں اولاد نہیں تھی اسی نسبت سے یہ عمل بتلایا تھا۔

اگر کسی کو لڑکا چاہیے تو یہ عمل کرے

جب آدمی اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنْ تَرْزُقْنِيْ مِنْ هٰذِهِ الْمُوَاقَعَةِ وَلَداً اُسَمِّيْهِ مُحَمَّداً.

ترجمہ: اے اللہ! اگر آپ اس جماع کی برکت سے مجھے اولاد عطا فرمائیں گے تو میں اس کا نام "محمد" رکھوں گا۔

فائدہ: اس جماع کے نتیجے میں حمل ٹھہرا تو ان شاء اللہ! لڑکے کی ولادت ہوگی۔

بچوں کو بزرگوں کے پاس دعا کروانے کے لیے لے جانا چاہیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ (بخاری، حدیث: ۲۲۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی ایک روایت میں ہے کہ: مدینہ کا عام رواج یہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بچوں کو لایا جاتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے دعا فرماتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ:

① چھوٹے بچوں کو؛ خاص کر نومولود بچوں کو کسی اللہ والے کی خدمت میں لے جانا چاہیے۔

② بچوں کے نیک، صالح، متقی بننے کی بزرگوں سے دعا کروانا چاہیے۔

③ بزرگانِ دین کو بھی چاہیے کہ اگر کوئی اس طرح بچوں کو لے کر آئے تو ان کے لیے دعا کریں، تکلف، تصنع اور بناوٹ سے کام نہ لیں۔

④ بچے بچے ہیں! اگر پیشاب بھی کر دیویں تو کیا حرج ہے! سنت کی اتباع کی نیت سے بچوں کو گود میں لیں اور ان کے لیے دعا کریں۔

ولیمہ

ولیمہ سنت ہے؛ چاہے بکری کھلائے یا روٹی یا گوشت یا سَتّو، اور مؤمن کو ولیمے کا کھانا غنیمت سمجھنا چاہیے؛ کیوں کہ جنّتی کھانوں میں سے ایک مثقال کے بہ قدر کھانا ولیمے کے کھانے میں ہوتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ نے اس کی دعا کی ہے۔ (شرح شرعۃ الاسلام)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ: جب حضرت نبیٔ کریم ﷺ خیبر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کرا دیا، تو آپ ﷺ کے سامنے حضرت صفیہ بنت حُیَی بن اخطب رضی اللہ عنہا کے حسن کی تعریف کی گئی، ان کے شوہر کو قتل کر دیا گیا تھا، وہ خود ابھی دلہن تھیں، رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے لیے پسند کرلیا؛ چناں چہ روانگی ہوئی اور جب آپ ﷺ مقامِ روحاء پر پہنچے تو پڑاؤ ڈالا، اور آپ ﷺ نے وہیں ان کے ساتھ خلوت فرمائی، پھر ایک چھوٹے دسترخوان پر حیس (حلوہ) تیار کر کے رکھوایا اور رسول اللہ ﷺ نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ: اپنے قریب کے لوگوں کو ولیمے کی خبر کردو۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا یہی ولیمہ آپ ﷺ نے کیا تھا۔ پھر جب ہم مدینہ کی طرف چلے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبا سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے پردہ کرایا، اور اپنے اونٹ کو پاس بٹھا کر اپنا گھٹنہ رکھ دیا۔ (بخاری: ۲۲۳۵)

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ:

① ولیمہ کے کھانے میں اللہ کے رسول ﷺ نے حیس بنوایا۔

گھی، کھجور اور آٹے کو ملا کر ایک حلوہ تیار کیا جاتا ہے، اس کا نام ''حیس'' ہے۔

② جب کھانا تیار ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جو لوگ قریب میں ہیں ان کو بلاؤ۔

③ پہلے سے کسی کو باقاعدہ ولیمے کی دعوت نہیں دی۔

④ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ دلہن کی رخصتی کی بنیاد پر پورا قافلہ رکا ہوا تھا اس کے باوجود صرف قریب والوں ہی کو دعوت دی۔

⑤ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے فوراً ان کو اپنے ساتھ ہی سوار کرلیا، یہ حسنِ معاشرت کی دلیل ہے۔

نوٹ: آج کل کی بیویاں بندر کے بچے کی طرح بائک پر شوہر کے ساتھ چپک کر جو سوار ہوتی ہیں، یہ بالکل نامناسب حرکت ہے، اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، اگر بائک وغیرہ پر سوار ہونے کی نوبت آوے تو سلیقہ اور حیا کے ساتھ سوار ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف ولیموں کا تذکرہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ولیمے کے بارے میں دو قسم کی روایات ملتی ہیں، ایک یہ کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے جَفنہ (پیالہ) بھیجا گیا، اور دوسری روایت میں قَدَح (پیالہ) اور لَبَن (دودھ) کا تذکرہ آتا ہے۔

''جفنہ'' بڑے پیالے کو کہتے ہیں اور ''قدح'' بھی پیالے کو کہتے ہیں؛ ممکن ہے کہ دونوں سے ایک ہی مراد ہو یا دونوں بھیجے ہوں۔

فائدہ: ایک دودھ کے پیالے سے بھی ولیمہ ہوسکتا ہے۔

اس ولیمے میں کتنے لوگ تھے؟

آں حضرت ﷺ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی چند سہیلیاں ولیمہ میں تھیں۔
(مسند احمد، رقم: ۲۵۷۲۹)

فائدہ: معلوم ہوا دو چار لوگوں کو کھلانے سے بھی ولیمہ کی سنت زندہ ہو جائے گی۔

ام المؤمنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ

بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ: آں حضرت ﷺ نے اپنی ایک اہلیہ غالباً (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ تھا) دو مد جَو سے فرمایا۔

طبرانی کی روایت ہے کہ: آں حضرت ﷺ نے حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ولیمے میں کھجور اور گھی کھلایا تھا۔ (فتح الباری: ۹/۲۳۹، طبقات ابن سعد: ۸/۹۲)

فائدہ: ولیمے میں لمبے چوڑے دستر خوان لگانے کی ضرورت نہیں ہے، تھوڑا بھی ہو تو کافی ہے۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ولیمہ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمے کے موقع پر آں حضرت ﷺ نے بکری ذبح کر کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو گوشت، روٹی کھلائی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: حضرت امِ سُلَیم رضی اللہ عنہا نے مختلف چیزوں سے بنا ہوا حلوہ بھیجا تھا وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کھلایا تھا۔

فائدہ: اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو تو جانور بھی ذبح کر سکتے ہیں، اور مٹھائی وغیرہ بھی کھلا سکتے ہیں۔

اس ولیمے میں کتنے لوگ تھے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ولیمے کے لیے لوگوں کو بلانے بھیجا تو تین سو کے قریب افراد کو بلایا۔ (مسلم)

ایک قول کے مطابق ایک ہزار لوگ تھے۔

طبقاتِ ابن سعد کی روایت میں ہے: ۷۱ یا ۷۲ لوگ ہی ولیمے میں تھے۔

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمے میں حلوہ کھلایا گیا اور بخاری و ترمذی کی روایت میں: چھوارے، پنیر، گھی، اور ستو کھلانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔

خلاصہ: چھوارے، پنیر، گھی، ستو کو ملانے سے حلوہ تیار ہوتا ہے۔

فائدہ: صرف حلوہ کھلانے سے بھی ولیمہ کی سنت زندہ ہو جائے گی۔

جنّتی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ولیمے کی کیفیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولیمہ فرمایا، جس میں سادگی کے ساتھ جو ملا وہ کھلا دیا، ولیمے میں جَو کی روٹی، کھجوریں، حریرہ، پنیر، مینڈھے کا گوشت تھا۔ (مواہب الدینیہ مع شرح الزرقانی ۲۰/۷)

آخر میں نس بندی، حمل روکنے کا طریقہ اختیار کرنا، بچہ گرانا اور فیملی پلاننگ، بچہ دانی نکلوا دینا کے متعلق ہمارے حضرت شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ کے کچھ فتاویٰ نقل کیے جاتے ہیں

نس بندی حرام ہے

سوال: نس بندی کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلاً حکم تحریر فرمائیں، اسی طرح اس میں جو مسلمان ڈاکٹر آپریشن کرتے ہیں کیا ان کا سب کام آخرت میں قابلِ مواخذہ ہوگا یا نہیں؟ تسلی بخش جواب عطا فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

خصی ہونا، اولاد سے محرومی اور بے زاری اور کفرانِ نعمت ہے، یہ فعل نصاً حرام بھی ہے، حدیث میں ہے کہ: حضراتِ صحابۂ کرام ﷺ نے معصیت سے بچنے اور دنیاداری سے بے فکر ہو کر خدا کی عبادت میں مشغول رہنے کے مقصد سے خصی ہونے کی خواہش ظاہر کی تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت نہیں دی اور قرآن شریف کی آیت تلاوت فرمائی:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (بخاری:۲/۷۰۹)

(ترجمہ: اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے حلال کردی ہیں تم ان کو حرام مت کرلیا کرو اور تم (شریعت کی) حد سے آگے مت بڑھو، یقیناً اللہ تعالیٰ (شریعت کی) حد سے باہر نکلنے والوں سے محبت نہیں کرتے (از: تیسیر القرآن))

اس سے معلوم ہوا کہ خصی ہونا؛ یعنی قطعِ نسل کا عمل بنصِ قرآنی حرام ہے اور حدود اللہ سے تجاوز ہے؛ لہٰذا یہ بالاتفاق حرام ہے۔ (عینی شرح بخاری)

اور فقہانے بھی لکھا ہے: انسان کا خصی ہونا حرام ہے۔ (درمختار علی الشامی: ۵/ ۲۷۰)

آیتِ قرآنی: ﴿لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ (ترجمہ: اور مفلس ہوجانے کے ڈر سے تم تمھاری اولاد کو قتل مت کرو (از: تیسیر القرآن)) اس کے ذیل میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: قرآنِ کریم کے اس ارشاد سے اس معاملے پر بھی روشنی پڑتی ہے جس میں آج کی دنیا گرفتار ہے کہ کثرتِ آبادی کے خوف سے ضبطِ تولید اور نس بندی کو رواج دے رہی ہے، اس کی بنیاد بھی اسی جاہلانہ فلسفہ پر ہے کہ رزق کا ذمے دار اپنے آپ کو سمجھ لیا گیا ہے، یہ معاملہ قتلِ اولاد کے برابر گناہ نہ سہی؛ مگر اس کے مذموم ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (معارف القرآن: ۵/ ۴۶۳)

جب اس فعل کا ناجائز وحرام ہونا معلوم ہوگیا تو کسی مسلمان ڈاکٹر کے لیے اس کا ارتکاب کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بچے کی برابر پرورش نہ کرنے کے خوف سے عزل کرنا

سوال: میں پچیس سالہ شادی شدہ عورت ہوں، شادی کا دوسرا مہینہ چل رہا ہے، سسرال میں ہم آٹھ لوگ 10 / B کے روم میں رہتے ہیں، بمبئی میں میں گریجویٹ ٹیچر ہوں، دین میں بہت دل چسپی رکھتی ہوں؛ جہاں تک خدا توفیق دے عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں اور دنیا کی لائن سے بھی جائز حدود سے واقف ہوں، مجھے بڑا کٹھن مسئلہ درپیش ہے، امید ہے کہ آپ اپنے فتوے سے میری تسکین فرمائیں گے۔

میرے گھر والے "بستی" کے ہیں، بھوجپوری زبان استعمال کرتے ہیں، گھر کا ماحول نہ دین کے لائن سے قابل برداشت ہے، نہ دنیا کے لائن سے ڈھنگ ہے جینے کا، صرف میرے شوہر جو کمپیوٹر انجینئر ہیں ٹھیک ہیں، جس گھٹیا ماحول میں ہم رہ رہے ہیں، وہ بھی بچوں کی پرورش کے لیے بالکل صحت مند نہیں، دور دور تک کوئی مسجد نہیں ہے، وہاں کے مسلم اذان سننے کو ترس جاتے ہیں۔

دوسری بات: دوسرا مکان لینے کے لیے ابھی وقت نہیں ہے؛ کیوں کہ نیا بزنس ہے میرے شوہر کا، دو سے تین سال تو نیا گھر اچھے علاقے میں لینے کو لگ جائیں گے اور اس ماحول میں- جو جاہلانہ ہے- میں اپنی اولاد کی پرورش نہیں کر سکوں گی، اپنے ڈھنگ سے دین و دنیا کے میل میں ان کی پرورش نہیں کر پاؤں گی؛ اس لیے میں چاہتی ہوں کہ دو سال تک بچہ نہ ہونے دوں، بعد میں سوچ لیں گے، میں نوکری پیشہ عورت ہوں، اگر بچہ فوراً ہو گیا، تو وہ گھر کے ماحول میں رنگے گا، جو میں بالکل برداشت نہ کر سکوں گی، زبان بھی بھوجپوری سیکھ لے گا۔

بتایئے! میں اس مسئلے کو کیسے حل کروں؟ میں بہت پریشان رہتی ہوں، دن رات اس بارے میں سوچتی ہوں، برائے کرم و مہربانی! کوئی میرے حق میں ٹھیک فتوی دے کر تسکین فرمائیں اور بچوں میں فاصلہ رکھنا ایسی حالت میں کیسا ہے؟

الْجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

صورتِ مسئولہ میں آپ کے شوہر آپ کی اجازت سے عزل کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، عزل کا مطلب یہ ہے کہ جماع میں انزال کے وقت عضوِ مخصوص کو باہر نکال لیں، جس کی وجہ سے انزال باہر ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خان پوری

سوال: آج کل سائنسی ترقی کی بنا پر ضبطِ تولید کے لیے عورتیں اپنی شرم گاہ میں کوئی خاص چیز -جو رسی کے طرح ہوتی ہے- لگا لیتی ہیں، پھر جماع کرنے سے حمل نہیں ٹھہرتا ہے، پھر دو سال میں جب چاہتی ہیں نکال لیتی ہیں، پھر حمل ٹھہرنے لگتا ہے، ایسا کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

الْجَوَابُ: حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا

کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے حمل قرار نہ پائے، جیسے آج کل دنیا میں ضبطِ تولید کے نام سے اس کی سینکڑوں صورتیں رائج ہوگئی ہیں، اس کو بھی رسول اللہ ﷺ نے ''وأدِ خفی'' فرمایا ہے؛ یعنی خفیہ طور سے بچہ کو زندہ درگور کر دینا (كَمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ جُذَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ).

اور بعض دوسری روایات میں جو عزل؛ یعنی ایسی تدبیر کرنا کہ نطفہ رحم میں نہ جائے، اس پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سکوت یا عدمِ ممانعت منقول ہے، وہ ضرورت کے موقع کے ساتھ مخصوص ہے، وہ بھی اس طرح کہ ہمیشہ کے لیے قطعِ نسل کی صورت نہ بنے۔ (مظہری، معارف القرآن: ۸/ ۲۸۳)

ضرورت کی تعیین کے سلسلے میں اپنی رائے پر عمل نہ کریں؛ بلکہ وجہ ضرورت ظاہر کر کے سوال کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سوال: توالد و تناسل کو بند کرنے کے لیے عزل کا طریقہ مشروع ہے، کیا اس کے علاوہ عصرِ حاضر میں دائمی طور پر آپریشن کرانا، یا عارضی طور پر جدید طور طریقہ استعمال کرنا بلا عذر کے؛ جیسے نرودھ یا گولی کا استعمال کیسا ہے؟

اگر کسی عورت نے کرالیا دائمی آپریشن، تو اس کی تلافی کی صورت کیا ہو سکتی ہے؟

فیملی پلاننگ کب جائز ہے؟
اورعذر کب شمار ہوگا؟ جواب سے ممنون ومشکور فرمائیں تو عین کرم ہوگا۔
الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

اگر ضرورت محسوس ہو تو بحالتِ عذر جب تک عذر باقی ہے، چند دن کے لیے ضبطِ حمل کی تدبیر ومعالجہ کر سکتے ہیں؛ لیکن بدون شرعی عذر کے بچہ دانی نکال کر دائماً اولاد سے محروم ہونے کی کوشش کفرانِ نعمت ہے۔

اگر عورت کی صحت خراب ہونے کی وجہ سے اس میں حمل برداشت کرنے کی قوت نہ رہی ہو، اور جان کا خطرہ ہو اور آپریشن کے بغیر چارۂ کار نہ ہو، اور اس کی اجازت مسلمان دین دار حکیم حاذق یا مسلمان دین دار تجربہ کار ڈاکٹر دیتا ہو تو آپریشن کرا سکتے ہیں۔ (از فتاوی رحیمیہ: ۲/۲۳۴)

عزل یا جدید طریقوں میں سے کوئی ایسا طریقہ جس کے نتیجے میں نطفہ رحم میں نہ جائے، ضرورت کے مواقع کے ساتھ مخصوص ہے، وہ بھی اس طرح کہ ہمیشہ کے لیے قطعِ نسل کی صورت نہ بنے۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ: العبد احی عفی عنہ خانپوری

سوال: ہندہ زوجۂ زید کو تقریباً ڈیڑھ دو سال سے دمِ حیض بند تھا، علاج کے بعد وقتاً فوقتاً آرہا ہے، وہی شکایت کھڑی ہونے پر اطبا سے رجوع کیا گیا، ان کا کہنا یہ ہے کہ: بچہ دانی میں گانٹھ ہونے کی وجہ سے خون کا راستہ بند ہو گیا ہے، اس کا آپریشن کرنا ضروری ہے، ساتھ ہی ساتھ بچہ دانی نکلوانے کا بھی مشورہ دیا ہے، اِس وقت بتاتے ہیں کہ: بائیں طرف گانٹھ ہے، آئندہ دائیں طرف ہونے کا امکان قوی ہے، اور یہ گانٹھ عرصے کے بعد کینسر کا اثر بھی پیدا کر سکتی ہے، گانٹھ کی وجہ سے رحم دانی کا منہ کشادہ ہو گیا

ہے؛اس لیے استقرارِ حمل منہ بند نہ ہونے کی وجہ سے مشکل ہے۔

ڈاکٹروں نے زید سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ: پہلے ہم گانٹھ نکالیں گے، پھر آپ کو رحم دانی کی حالت اور اس کی پوزیشن بتلائیں گے، آپ کو اگر تشفی ہوگی اور آپ حکم دیں گے تو ہم رحم دانی نکالیں گے؛ ورنہ آپ کی رائے پر چھوڑ دیں گے۔

تو دریں صورت از روئے شرع شریف زید کے لیے کیا حکم ہوگا؟ کیا زید ہندہ کی رحم دانی بھی نکلوانے پر آمادہ ہو جائے؟ یا پھر صرف گانٹھ کا آپریشن کرنے پر اکتفا کرے؟

الْجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

موجودہ صورتِ حال میں صرف احتمال ہے؛ اس لیے صرف گانٹھ کا آپریشن کرنے پر اکتفا کریں، آئندہ چل کر اگر واقعی جان کا خطرہ لاحق ہو اور بذریعۂ آپریشن بچہ دانی نکالے بغیر چارۂ کار نہ ہو اور اس کی اجازت مسلمان دین دار حکیم حاذق، یا مسلمان دین دار تجربہ کار ڈاکٹر دیتا ہو تو آپریشن کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد علی عنہ خانپوری

کمزوری کی وجہ سے مانعِ حمل طریقہ کا استعمال

(سوال): عورت بہت کمزور ہو گئی ہے، بچوں کی صحیح پرورش بھی نہیں کر سکتی، یا بچوں کی ولادت سے بہت زیادہ کمزوری آجاتی ہے، یا نطفہ ٹھہرنے کے بعد تین چار ماہ تک کچھ کھانا پینا مشکل ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں خون کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ان تمام وجوہات کی وجہ سے عورت اگر آپریشن کر لے جس کی وجہ سے ولادت کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، درست ہے یا غیر درست؟

الْجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

پرورش کی ذمے داری عورت پر نہیں ہے، اگر وہ کمزوری کی وجہ سے نہیں کر پاتی تو باپ کو چاہیے کہ دایا کا نظم کرے۔

رہی کمزوری جو ولادت کے بعد آتی ہے تو یہ مرحلہ ہر عورت کو پیش آتا ہے؛ البتہ کمزوری اتنی زیادہ ہو جو مہلک ثابت ہوسکتی ہے، تو آپریشن نہ کرائے، وقتی طور پر مانعِ حمل طریقہ استعمال میں لاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری۔

حصولِ اولاد کے لیے رحم میں کیپسول رکھنا

(سوال): اگر کوئی آدمی اِس دور کے اندر جو دوائیں نکلی ہیں کہ عورت کے پیٹ میں یا پھر بچہ دانی کے اندر اس طرح کا کیپسول رکھ دیا جاتا ہے، تو اس دوا کے اثر سے بچہ پیدا ہوتا ہے، تو اس طرح کا بچہ پیدا کرنا کیسا ہے؟

حرام کا ہوگا یا حلال؟

اس طرح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

اگر وہ دوا ایسی ہے جس کی وجہ سے عورت کے رحم کی قوتِ تولید اور صلاحیت استقرارِ حمل کو تقویت پہنچتی ہے، باقی بچہ تو اس عورت کے شوہر کے نطفے سے ہی پیدا ہوتا ہے، تب تو اس دوا کا استعمال درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر یہ بات نہیں ہے؛ بلکہ کوئی دوسری صورت ہے، تو وہ کیا صورت ہے؟ اس کی تفصیل تحریر فرما کر حکم معلوم فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ

حصولِ ولد کے لیے مادہ منویہ شرم گاہ میں رکھوانا

(سوال): اگر کوئی آدمی اپنی عورت کی شرم گاہ میں اس لیے گولی رکھتا ہے کہ اس کی عورت بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، مرد بھی برابر ہے؛ لیکن اس کی منی کے اندر وہ جراثیم نہیں جن سے بچہ پیدا ہوتا ہے، اور ڈاکٹروں نے انکار کر دیا ہے کہ اب چاہے کتنی ہی دوا کراؤ؛ لیکن وہ جراثیم تمھاری منی کے اندر پیدا نہیں ہوں گے، اس صورت کے اندر ڈاکٹر لوگ کسی دوسرے کی منی لے کر اپنی عورت کی شرم گاہ کے اندر یا پھر بچہ دانی میں رکھتے ہیں، اور اگر اس سے بچہ پیدا ہوا تو وہ بچہ حرام کا ہوگا یا حلال کا؟ اور اس طرح کا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس سوال کا جواب مدلل اور تفصیل کے ساتھ مع حوالات کے جلد از جلد تحریر کیجیے۔

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

غیر شوہر کا مادہ منویہ لے کر اپنی بیوی کی بچہ دانی میں ڈاکٹروں سے رکھوانا حرام اور ناجائز ہے، زنا کو شریعت نے اس لیے حرام ٹھہرایا کہ اس میں اختلاط اور اشتباہِ نسب ہے جو صورتِ مذکورہ میں پایا جاتا ہے؛ بلکہ خود شوہر کا مادۂ منویہ بھی اگر ڈاکٹروں کے ذریعے اس کی بیوی کے رحم میں رکھوائے، تو یہ بھی حرام اور ناجائز ہے؛ اس لیے کہ سترِ عورت فرض ہے، عورت کی شرم گاہ عورتِ غلیظہ (سخت پردہ کی ضرورت) ہے، شرم گاہ کے بالائی حصے کو بلا وجہِ شرعی دوسرے کے لیے دیکھنا جائز نہیں ہے، تو اندرونی حصے کو دیکھنا اور شرم گاہ کو چھونا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ میاں بیوی سخت گنہگار رہوں گے اور شوہر از روئے حدیث دیوث بنے گا اور جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔ (مشکوۃ: ۱۸۰۳/۲ باب بیان الخمر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عزل کی شرعی حیثیت

(سوال): عزل کا حکم کیا ہے؟ بعض صحابہ ﷺ عزل کیا کرتے تھے اور قرآن کا نزول ہو رہا تھا، آپ ﷺ سے شدت کے ساتھ ممانعت تو ثابت نہیں؛ البتہ اشارۃً معلوم ہوتا ہے، پھر ناجائز کیوں ہے؟ کوپرٹی اور اس قسم کے دیگر ذرائع سے اگر ایک مدت تک افزائش نسل کو روک دیا جائے تو علما منع کیوں کرتے ہیں، جب کہ اِس زمانے میں عورتوں کی صحت اور قوت کیسی رہ گئی ہے وہ بین ہے؟ اور ہر سال یا سوا سال بعد دوسرے بچے کی پیدائش پر اول بچے کی نہ تو جسمانی پرورش صحیح طرح ہو سکتی ہے اور نہ اخلاقی تربیت صحیح ڈھنگ سے ہو پاتی ہے۔ ''اسلام میں حلال وحرام'' کتاب میں عزل کو جائز لکھا ہے، یہ کتاب عربی میں ہے اس کا ترجمہ مرکزی مکتبہ اسلامی سے شائع ہو چکا ہے، دلائل سے اُس میں یہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہے، مصنف کا نام اِس وقت یاد نہیں آ رہا ہے اور کتاب بھی موجود نہیں، ہمارے یہاں قاسمی مفتی جواز کا فتوی دیتے ہیں؛ مگر میرے بعض متعلقین کو اصرار ہے کہ عزل ناجائز ہے، بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

عزل مکروہ ہے اور احادیث سے بھی کراہت کی تائید ہوتی ہے، سوال میں آپ کا جملہ ''البتہ اشارۃً معلوم ہوتا ہے'' کا کیا مطلب ہے؟ جواز معلوم ہوتا ہے یا عدم جواز؟ آپ نے بات مبہم رکھی ہے، جب عزل کو ''وأدِ خفی'' بتلایا گیا ہے؛ نیز آپ ﷺ کا ارشاد:

مَامِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ۔ (بخاری: ۲/۷۸۴)

ترجمہ: قیامت تک جو روح پیدا ہونے والی ہے وہ (اپنے وقت پر) پیدا ہو کر

رہے گی۔

کیا یہ اس کی لغویت وکراہت ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں؟ آج کل جس نظریہ کے ماتحت افزائشِ نسل کو روکنے کے اسباب ووسائل اختیار کیے جارہے ہیں وہ نظریہ صراحتاً قرآن وحدیث کی تعلیمات کے خلاف اور شریعتِ مطہرہ سے متصادم ہے، آپ نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے وہ میری نظر سے نہیں گذری، اِس موضوع پر علمائے حق کی طرف سے بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری

طالبِ علم کے لیے عزل کرنا

(سوال): عزل اور ضبطِ تولید مطلقاً جائز ہے یا اس کے بھی کچھ شرائط ہیں؟ وہ کیا ہیں؟ اگر شادی شدہ طالبِ علم ضبطِ تولید کرنا چاہے اس بنا پر کہ اس کو تعلیم میں حرج ہوگا تو کیا اس کے لیے گنجائش ہے؟

الْجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

بوقتِ ضرورت عزل یا اس کے قائم مقام تدبیر اختیار کرنے کی اجازت ہے، آج کل عیش پرستوں نے اس کو فیشن بنالیا ہے، اس کی اجازت نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں نفسِ نکاح ہی تعلیم کے لیے خارج ہے؛ اس لیے جو آدمی حقیقی معنی میں طلبِ علم کی مصروفیت چاہتا ہو، اس کو چاہیے کہ نکاح کو فراغت تک مؤخر کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ضبطِ تولید

(سوال): زید کی بیوی ہندہ کو چار اولادہوئیں، ان میں سے صرف ایک ولادت نارمل ہوئی اور بقیہ تین ولادتیں بذریعہ آپریشن ہوئیں، تیسرے آپریشن کے بعد غیر مسلم ماہر لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہ: اب اگر تم حاملہ ہوئی تو جان کا خطرہ ہے، تو ایسے طریقے اختیار کرو کہ حمل ہی نہ ٹھہرے، تو اب زید کیا کرے، اُس غیر مسلم لیڈی ڈاکٹر کی بات مانے یا جو مقدر میں ہوگا اس پر عمل کرتے ہوئے احتیاط نہ کرے؟

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا

کوئی ماہر مسلم ڈاکٹر بھی اس کی تائید کرتا ہو تو ایسے طریقے اختیار کرنا جس سے وقتی طور حمل نہ ٹھہرے اس کی اجازت ہے، البتہ ایسا آپریشن جو قوتِ تولید کو ختم کرنے والا ہو، کرانے کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ضبطِ تولید کا آپریشن کرانا

(سوال): بہت سے لوگ اس وجہ سے کہ بچے زیادہ ہوں گے تو کیسے پرورش ہوگی؟ کیسے پالیں گے؟ کیسے پڑھائیں گے؟ کہاں سے خرچ لاویں گے؟ حالاں کہ روزی کا مسئلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، صرف اس وجہ سے یہ لوگ بیوی کا آپریشن کروادیتے ہیں، اور تقدیر پر ایمان رکھنا ضروری ہے، تو ان لوگوں کی نماز، روزہ قبول ہے یا نہیں؟ ایمان پختہ ہے یا نہیں؟

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا

اِس نظریہ سے آپریشن کرانا حرام ہے، ایمان کی کمزوری کی بات ہے۔ فقط واللہ اعلم

ضبطِ تولید کا آپریشن کرانے پر رقم لینا

سوال: زمانۂ حال میں رواج چل رہا ہے کہ کسی عورت کو تین یا چار بچے پیدا ہونے کے بعد آپریشن کر لیتے ہیں، اور آپریشن کرنے کے بعد سرکار کی طرف سے کچھ رقم دی جاتی ہے یا برتن دیے جاتے ہیں تو یہ آپریشن کرانا اور رقم لینا کیسا ہے؟

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

یہ آپریشن کرانا اور اس پر رقم لینا دونوں ناجائز اور حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری۔

حمل ٹھہرنے پر طعنہ دینے کی وجہ سے اسقاط کرنا

سوال: زید کی بیوی کو چار ماہ قبل بچہ پیدا ہوا، آٹھ دن قبل دوسرا حمل ٹھہرا جس کی وجہ سے زید کی والدہ اور اس کی بہنیں زید کی بیوی کو طعنہ دیتے ہیں کہ صرف کھانے اور جننے کے لیے آئی ہو، اس کی وجہ سے زید کی بیوی پریشان ہے تو اس کی وجہ سے زید کی بیوی کو حمل کا اسقاط کروانا جائز ہے؟ دو بچوں کے درمیان فاصلہ نہ رہنے کی وجہ سے پہلے بچہ کی صحت پر اثر پڑتا ہے، اس کی کامل نگہداشت والدہ نہیں کر سکتی ہے؛ نیز اس عورت کو پورے گھر کا کام کرنا پڑتا ہے، وہ تنہا ہی کام کرنے والی ہے، دوسرے حمل کے فوراً ٹھہرنے کی وجہ سے گھر کا کام کاج مشکل ہو جاتا ہے، تو کیا اِن اعذار کی بنا پر مانعِ حمل اسباب کا استعمال درست رہے گا؟

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

ساس اور نندوں کے طعنے کی وجہ سے حمل کا اسقاط کرانا درست نہیں ہے، کسی

عورت کو حمل ٹھہرنا اور زیادہ بچے پیدا ہونا اس کے حق میں کوئی عیب نہیں ہے؛ بلکہ خوبی کی بات ہے۔

حدیثِ پاک میں زیادہ بچے دینے والی عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب آئی ہے؛ اس لیے ساس اور نندوں کا حمل ٹھہرنے پر طعنہ دینا جائز نہیں ہے، ان کو چاہیے کہ اپنی اِس حرکت سے توبہ کریں اور طعنہ دے کر زید کی بیوی کو جو تکلیف پہنچائی ہے معافی مانگ کر اس کی تلافی کریں۔

پہلے بچے کی صحت برقرار رکھنے کی غرض سے دوسرے حمل اور پہلے بچے کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنے کے لیے مانعِ حمل تدبیر (عزل، کنڈوم وغیرہ) کو اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری۔

دو بچوں میں فاصلہ رکھنے کے لیے مانعِ حمل تدبیر اختیار کرنا

(سوال): ایک بہن کی شادی کو تین سال ہوئے ہیں اور اس بہن کو چار بچے ہوگئے ہیں، پہلا اس کا حمل گر گیا تھا، دوسری بیٹی پیدا ہونے کے بعد اس کا انتقال ہوگیا، اور تیسری بیٹی پیدا ہوئی اور اب چھوٹا بچہ پندرہ بیس دن کا ہے اور وہ عورت بچے پیدا ہونے کی وجہ سے کمزوری بھی محسوس کرتی ہے تو آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ: اب آئندہ بچوں میں وقفہ رہے اس کے لیے کچھ علاج کرسکتی ہے؟ اس کے شوہر کو کسی مولانا نے بمبئی میں یہ جواب دیا تھا کہ: گناہ ہے! اور کوئی علاج نہیں کرسکتے، آپ اس کا جواب تحریری دیں اور اسٹیمپ کے ساتھ دے تو بہت بہتر رہے گا، اور اگر علاج کرسکتی ہے تو کتنے عرصے کے لیے کرسکتی ہے؟

الجَوَابُ: حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا

ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد دوسرا بچہ پیدا ہونے کے درمیان اس غرض سے فاصلہ رکھنے کے لیے استقرارِ حمل روکنے کی تدابیر اختیار کرنا کہ پہلے بچے اور اس کی ماں کو جسمانی نقصان سے بچایا جاسکے درست اور جائز ہے؛ البتہ یہ تدبیر عارضی اور وقتی ہونی چاہیے، دائمی اور مستقل نہ ہو، اور اس تدبیر کو صرف اتنے وقت کے لیے عمل میں لایا جائے جتنے وقت سے مذکورہ بالا ضرورت پوری ہو جاتی ہوں۔ (فتاوی رحیمیہ: ۲/۲۴۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بچے کی پیدائش کی تکلیف کے ڈر سے بچہ دانی نکلوانا

(سوال): میرے گھر میں تین بچوں کی پیدائش ہوئی؛ مگر ابھی چوتھے بچے کی پیدائش کے وقت عورت کو بڑی تکلیف ہوئی اور ڈاکٹر نے بتایا کہ: بچہ دانی میں پیپ ہو جاتا ہے، اور پوری بچہ دانی باہر آ جاتی ہے، تو حضرت اس کے لیے کوئی مسئلہ ہو تو برائے کرم تجویز فرما کر جواب ارسال فرمائیں، بڑی مہربانی ہوگی؟

الجَوَابُ: حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا

ایسی وقتی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں جن کے نتیجے میں وقتی طور پر حمل نہ ٹھہرے، جب تک عورت کو موجودہ کمزوری اور مرض ہے وہاں تک اس پر عمل کر سکتے ہیں؛ لیکن دائمی طور پر ولادتِ حمل کا سلسلہ ختم کر دینا درست نہیں ہے، حمل میں تکلیف تو ہر ایک عورت کو ہوتی ہی ہے۔ قرآنِ مجید میں باری تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے:

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا.

اس عمل کی تکالیف سے گھبرا کر بچہ دانی نکلوانے کی اجازت نہیں ہے، آج کل

ڈاکٹر بھی حکومتی ہدایات کے ماتحت معمولی اعذار میں بھی بچہ دانی نکال دینے کا مشورہ دیتے ہیں؛ اس لیے ان کے اس نوع کے مشوروں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

عزل کے تعویذ کا استعمال

(سوال): زید اپنی بیوی کی حد درجہ جسمانی کمزوری کی وجہ سے عزل کرنا چاہتا ہے، کیا عزل کرنا جائز ہے؟ یا عزل کرنے کے لیے صحبت کے وقت نرودھ کا استعمال کرتا ہے، یہ چیز جائز ہے یا نہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر کے مشورہ سے مانعِ حمل گولیاں بھی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ عزل کے لیے ہی تعویذ کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

بیوی کی حد درجہ جسمانی کمزوری کے پیشِ نظر وقتی طور پر مانعِ حمل تدبیریں اختیار کرنا، جن میں عزل یا نرودھ کا استعمال یا مانعِ حمل گولیوں کا استعمال بھی ہے، جائز ہے۔ تعویذ بھی اِس مقصد کے لیے کارگر ہو تو استعمال کر سکتے ہیں۔ (فقط واللہ تعالیٰ اعلم، اُملاہ)

بیوی کو حمل گرانے کی دھمکی

(سوال): ایک شخص اپنی بیوی کو دھمکی دیتا ہے کہ گولی کھا کر حمل گرا دے؛ ورنہ تجھ کو قتل کر دوں گا یا طلاق دے دوں گا ایسی حالت میں حمل گرا سکتی ہے؟ بعض کہتے ہیں: حمل ٹھہرنے کے بعد بچے کی شکل اختیار ہونے سے پہلے حمل گرا سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے؟

الجَوَابُ: حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا

اگر شوہر کی یہ دھمکی واقعی ہے اور حمل چار ماہ کا نہیں ہوا ہے تو اس کو گرا سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری